مکمل ناول

اے عشق میرا اکملا جیا

از قلم۔مریم راجپوت

یہ تو آغازِ محبت ہے تو میری شدتوں کا یہ حال ہے۔

تو نے ابھی دیکھا ہی کہاں ہے عروجِ محبت۔۔!!! 💗✨

وہ گاڑی کو پارک کر کے تیز تیز قدم اٹھاتے اندر کی جانب بڑھی تھی۔

لیکن جیسے ہی اسکا پہلا قدم گھر میں پڑا اسکے سر پر آکر کشن لگا تھا۔۔۔

اسنے جوتے ایک طرف اتارے اور سامنے دیکھا تو اسفی اسکو ہی گھور رہا تھا۔

وہ معصوم سا چہرا بناتے اسکی جانب بڑھی تھی۔۔۔

اسفی۔۔یار وہ۔۔ابھی اسکی بات مکمل ہوتی وہ دوسرا کشن بھی اسکی جانب پھینک چکا تھا۔

اس حملے کے لیے وہ تیار نہیں تھی۔

سو اسک محنت سے سٹریٹ کیے ہوئے بالوں کی حالت کچھ عجیب ہو گئی تھی۔

جبکہ اسفند پاس ہی صوفے پر منہ بنا کر بھیٹھ گیا تھا وہ ہینڈ بیگ اور فائلز ایک طرف رکھتے اسکے قریب گھٹنوں کے بل بھیٹی تھی۔۔۔

پلیز تم تو ناراض نہ ہو تم جانتے ہو نا میں تمھاری ناراضگی برداشت نہیں کر سکتی۔

تمھارے روٹھنے کے میری دنیا مرجھا جاتی ہے۔

اسفی۔۔اب یوں تو نہ کرو۔۔

۔اسنے تڑپ کر اسکی آنکھ سے بہتے آنسوں کو اپنی ہتھیلی سے صاف کیا تھا اسفند چہرا اٹھا کر اسکی جانب دیکھنے لگا۔

وہ سفید قمیض شلوار میں بلیک کوٹ پہنے بالوں کی حالت اجڑی ہوئی تھی اسکے دو بار کشن مارنے کی وجہ سے۔

لیکن اسکو وہ تکلیف سے سرخ پڑتا چہرا دیکھ کر یک دم درد سا اٹھا تھا دل میں۔۔

۔تم کیوں پریشان ہو رہی ہو ؟ تم نے تو اپنی مرضی چلا لی ہے نا۔۔۔

اسفند نے اسکو یوں پریشان دیکھ کر کہا تو وہ اذیت سے مسکرائی تھی۔

بھاڑ میں گی۔۔!!!

مرضی اسفی لیکن تم جو روٹھ گئے۔

ہو تو میری دنیا مجھے۔

مھرجاتی محسوس ہو رہی ہے اسفند اسکی بات پر چہرا موڑ گیا تھا۔

تو پھر تم نے وہ کیس کیوں لیا تھا۔

جب تم جانتی تھی۔۔!!!

کہ وہ کیس حریرہ ندیم ملک کا ہے تو؟

اب اسکا چہرا سفید پڑا تھا۔

تو کیا وہ اس بات پر خفا تھا؟ وہ میرا دشمن ہے اور اسکو تباہ کرنے کے لیے مجھے کسی۔

بھی حد کو چھونا پڑا یا پار کرنا پڑا میں کروں گی میرے چہرے۔

سے مسکراہٹ چھینی ہے اسنے ہمارے ہنستے کھیلتے گھر کو جہنم کا حصہ بنانے۔

والے کو میں نے جہنم کا ہی اینڈھن نہ بنا دیا تو دیکھنا اور تم پریشان مت ہو اس میں۔

ابھی اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ مجھے یعنی میرال دلاور خان۔

کو پسپا کرے وہ ایک بھیڑیا ہے تو کیا ہوا میں بھی اس بار شیرنی۔

ہوں اسکی کھال کو ادھیڑ نہ دیا تو میرا نام میرال دلاور خان نہیں۔

اسفی اس بار ہمارے ثبوت پکے ہیں اور جن۔

لوگوں نے اس پر کیس کیا ہے وہ بھی بہت خطرناک اور پاور والے ہیں جبکہ۔

میرال کی یہ سب باتیں سنتے وہ ایک قہقہ لگا گیا تھا میرال۔۔

۔پھر تو وہ کیس جو ہم نے ان پر کیا تھا اکمل لگاری کے ساتھ۔

مل کر وہ بھی بہت پاور فل تھا کہاں گئے اکمل انکل؟ اور انکا بیٹا؟

کبھی پھر نظر آ سکے وہ جو ہیر نگ کے لیے نکلے تھے؟ پاور فل تو وہ بھی تھے لیکن پتا ہے آج کل کیا ہوتا ہے پاکستان میں ؟۔

آج کل ناپاور بھی کم ہے۔

ان سب سے لڑنے کے لیے ہاتھ میں بندوک کی جگہ ان لوگوں کے راز ہونے چاہیں تو یہ سیدھے رہتے ہیں۔

ورنہ نہ دولت کام کی ہے نہ ہتھیار۔۔اسفند کی باتیں سننے کے بعد وہ کئی۔

لمحوں تک ایک نام پر ٹھہر گئی تھی اکمل انکل۔۔اور انکا بیٹا۔۔!!!

◈◈◈

وہ چھت پر کھڑا سیگریٹ پھونک رہا تھا۔

جا اسکے فون کی بپ بجی اسنے فون اوپن کر کے دیکھا تو اسکو کسی جگہ کی۔

لوکیشن بھیجی گی تھی وہ لمحے مین سمجھتے اپنے روم کی جانب بھاگا۔

اور پھر کچھ ڈیویڈیز اور سامان لے کر وہ اپنی گاڑی میں بھیٹھ کر اسے اڑا لے گیا تھا۔۔!!!

اسنے دس منٹ بعد گاڑی کو ایک ٹوٹی پھوٹی عمارت کے سامنے روکا اور اندر کی جانب بڑھ گیا۔

لوکیشن آن تھی۔۔!!!

سو وہ اسکے مطابق مطلوبہ کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا جو کہ چڑ چڑ کی آواز پیدا کرتے۔

ماحول کو مزید خوفناک بنا گیا تھا یہ لو۔۔اسنے سامنے اندھری میں کھڑے وجود کو وہ سامان۔

دیا تو اسنے اسکو آرام سے تھام لیا تھا لیکن اس سے پہلے وہ وجود سامان لے کر واپس مڑتا۔

وہ اسکو ہاتھ سے جھکڑ کر دیوار سے لگا گیا تھا۔۔کیوں تم نے یہ کیس اوپن کروایا ہے؟ کیا ثابت

کرنا چاہتی ہو؟ کیوں۔

دوبارہ سے ہود کو ایک جہنم میں دھکیل رہی ہو کیا تم جانتی نہیں کہ کیا ہوا تھا آخری بار جب انکے

خلاف ثبوت۔

اس سے بھی زیادہ پکے تھے تو؟ اسکی دھیمی مگر غصے سے بھری آواز سن کر اسکے رگ رگ۔

میں سکون سمایا تھا۔ہاں جانتی ہون کیا کر رہی ہون لیکن تم میرے راستے میں مت آؤ ورنہ تم

کہیں کے نہیں رہو۔

گے ایسی بات پر سامنے والے کے لبوں پر تنزیہ مسکراہٹ پھیلی تھی اسکا لہجہ اب بھی جلتی پر تیل

لگانے کا کام کرتا تھا۔

مگر پھر وہ ہود کو کچھ کہنے سے باز رکھتے باہر نکل گیا تھا جانتا تھا۔

اب اگر مزید یہاں رہا اور اسکی خوشبو کو محسوس کرتا رہا تو۔

اپنے حواس کھو دے گا جو پچھلے پانچ سالوں سے دل میں قید تھے۔

وہ جانتے نہیں تھی شاید کہ وہ کون ہے پھر بھی اسکی مدد لے رہی تھی۔

مگر وہ اسے اچھے سے جانتا تھا وہ لڑکی کیا تھی کب سے تھی کیا درجہ تھا۔

اسکا میک کی زندگی میں وہ یہ بات اس لڑکی سے بھی زیادہ اچھے سے جانتا تھا۔۔۔

وہ بلڈنگ سے باہر آکر اپنی کار واپسی کی جانب موڑ گیا تھا۔

اور پھر اسنے کچھ دور جاکر گاڑی روکی اور ایک نمبر پر کال ملائی تھی ہاں ہیلو۔۔۔

کیسے ہو؟ وہ کار سے نکل کر بونٹ پر چڑھ کر بھیٹھتے بولا تو یک دم سامنے والا پھٹ پڑا تھا۔

وہ لڑکی دماغ سے پاگل ہے مجھے کہ کر گئی کہ میں یعنی میر معاویہ دماغ سے پیدل لگتا ہوں اسے۔

ہاں تو اس میں لگنے والی کون سی بات ہے۔۔۔

میر کی بات پر اسکے منہ سے بے اختیار نکلا تو وہ زبان کو دانتوں تلے دبا گیا تھا۔۔

کیا۔۔ کیا کہا تو نے؟ معاویہ نے بے اختیار اسکی بات کو سمجھتے کہا تو وہ بات پھیر گیا نہیں وہ مین کہ رہا تھا کہ تم مجھے بتاؤ حریرہ ندیم ملک کب جا رہا ہے امریکہ؟

میک کی بات پر میر سیدھا ہوا تھا۔

وہ کل کی فلائیٹ سے امریکہ جا رہا ہے لیکن اسکی وہ دماغ سے پیدل بہن مروا ملک گھر ہی ہے۔

جسنے مجھے نوکر بنا کر رکھا ہوا ہے ایک جو یہ غلطی سے اظہارِ محبت کر دیا تھا۔

کبھی اسکو کچھ چاہیے ہوتا ہے کبھی اسکو کچھ چاہیے ہوتا ہے۔

مجھے وہ لڑکی سائیکو لگتی ہے یار تو نے مجھے اچھی جگی پھسایا ہے اسکی بات پر میک دانت پیس کر رہ گیا تھا۔۔۔

جسکا منٹ منٹ بعد مروانامہ شروع ہو جاتا تھا تو دومنٹ اس مروانامے کو ایک طرف رکھ کر میری بات سنے گا؟۔

میک نے سیریس ہوتے کہا تو وہ سرہاں میں ہلا کر خاموش ہوا تھا۔۔۔

ہاں بول۔۔۔

کل میری امریکہ کی ٹکٹ بک کرواؤ حریرہ کے ساتھ ہی میں بھی جایوں گا۔

لیکن وہ مجھے پہچان نہیں سکے گا۔

اور تم ان دو دنوں میں میری بیوٹی اور اسکے بھائی کا خیال رکھو گے اور اگر ایسا نہ ہوا تو تمہاری ہڈیاں نہ کتوں کو ملیں گی نہ ہی پرندوں کو۔۔!!

اوکے؟

میک پھر اسکو پلین سمجھانے لگا تھا۔۔

لیکن اسکی آخری بات پر میر نے سر جھٹکا تھا پہلے بھی مین ہی کرتا ہوں اس بار بھی کر دوں گا یار تمھاری وہ۔ابھی میر کی بات مکمل ہوتی وہ اسے ٹوک گیا تھا بیوٹی اسے صرف میں کہ سکتا ہوں ! بھابھی بولو گے تم۔۔۔

میک کے اس نئے چٹکلے پر میر نے دانت پیسے تھے دفعہ ہو جا مر ایتھوں اور پھر کال کاٹ گیا اسے بہت سے کام تھے۔

جبکہ میک نے سڑک کے کنارے اس گھر کو دیکھا جسکے اوپر کے پورشن کی لائٹس آف تھیں۔

اور نیچے کی بھی مطلب صاف تھا میڈم صاحبہ اب تک گھر نہیں آئیں اسنے جی پی ایس سے لوکیشن چیک کی تو ہود کے گھر کی لوکیشن شو ہوئی تھی۔

وہ کچھ لمحے تو سمجھ نا سکا لیکن جب سمجھ آئی تو وہ گولی کی رفتار سے گاڑی میں بھیٹا۔

اور گھر کی جانب کار دھوڑائی تھی کیونکہ وہ اس گھر صرف تب ہی جاتی تھی جب وہ ٹوٹ جایا کرتی تھی۔

وہ سب برداشت کرتے کرتے اکیلے سب سہتے سہتے وہ جانتا تھا۔

وہ سب کو مس کرتی ہے لیکن وہ کچھ کر نہیں سکتا تھا وہ کیسے ان لوگوں کو واپس لے آتا جو ناجانے کتنے عرصے سے اپنی قبروں میں مدفن تھے۔۔۔!!!

وہ گاڑی گھر سے دور کھڑی کرتے اندر بڑھ گیا تھا جہاں وہ جھولے پر بھیٹی تھی۔

اسکے ساتھ اسفند بھی تھا جھولا جھولتے اسکو علم نہیں ہوا تھا کہ وہ کب سو چکی تھی۔

اسفند کے کندھے پر سر رکھے رکھے ہی وہ دونوں اسے نہیں دیکھ سکتے تھے۔

مگر وہ ان دونوں کو بخوبی دیکھ سکتا تھا پھر کچھ دیر بعد وہ اسفند کو نیند میں ہی کچھ بڑبڑاتے ہوئے محسوس ہوئی۔ اسکنے قریب ہو کر سنا تو وہ کچھ پل کو ساکت رہ گیا تھا وہ کہ رہی تھی۔

تمہاری موجودگی مجھے محسوس ہوتی ہے۔۔!!

اسفند جانتا تھا وہ کس کی بات کر رہی ہے لیکن یہ بات کیسے ممکن تھی؟

پھر وہ جلدی سے اٹھا اور اسکو اٹھا کر باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔

وہ جانتا تھا یہاں کی آب و ہوا سے بھی اسکی بہن کو کیا کچھ یاد نہیں آتا تھا۔۔

◈◈◈

اسکی صبح آنکھ کھلی تو پانچ بجے تھے وہ جلدی سے اٹھ کر فریش ہوتے وضو کر کے آئی۔

اور نماز پڑھنے لگی نماز پڑھنے کے بعد جب اسکے ہاتھ دعا کے لیے۔

اٹھے تو ایک آنسوں اسکی پلکون کی باڑ توڑ کر بے اختیار بہ گیا تھا۔۔اللہ آپ تو جانتے ہیں۔

نا اپنی بندی کے دل کا حال اے میرے حدا مجھے تو کچھ۔

کہنا بھی نہیں پڑتا تو جان جاتا ہے جو میرے دل مین ہے۔

جو میرے دماغ مین ہے بس تو مجھے سیدھے راستے پر چلا اے اللہ مجھے میرے۔

محرم سے ملا دے میں تجھ سے کسی نا محرم کو دعائوں میں نہیں مانگتی میں اپنا محرم۔

مانگتی ہوں وہی جسے تو نے میرے حق میں بہتر بنایا ہے اس شخص کو مجھ سے ملا دے۔

وہ کہاں ہے کس حال میں ہے میں یہ بھی نہیں جانتی لیکن وہ زندہ ہے اس بات کی خبر مجھے ہے۔

اور تو بہتر جانتا ہے اسنے سسکتے دعا کی اور پھر خاموشی سے باہر نکل گی اپنے لیے ناشتہ بنایا اور ناشتہ کرنے کے بعد۔

وہ کورٹ جانے کی تیاری کرنے لگی وہی سفید قمیض شلوار وہی سیاہ کوٹ پہنے وہ فائلز اور موبائل ہاتھ میں تھامے گھر سے باہر نکل گی تھی۔

گاڑی میں بھیٹ کر اسنے گاڑی کو تیز سپیڈ سے سڑک پر چھوڑ دیا تھا۔

یہ ہے میرال دلاور خان ایک کریمینل لائر وہ کریمینل لائر تھی۔

ایسی واحد کریمینل لائر جسکے سامنے کریمینلز کے چھکے چھوٹ جاتے تھے اسکی بات اسکا لہجہ برف کو بھی جلانے کی قابلیت رکھتا تھا۔

میرال دلاور خان کورٹ۔

میں مس فائر کے نام سے جانی جاتی تھی اسکے سامنے کوئی ایسا کیس نہیں گزرا تھا۔

جو وہ جیتی نہ ہو وہ ہر بار فتح کی جنگ لڑ کر کامیاب ہو کر لوٹی تھی۔

اسکا بھائی اسفند دلاور خان اسکا سایہ تھا۔۔؟!

وہ شاید جانتی نہیں تھا۔۔!!!

لیکن وہ اسکے ارد گرد نظر رکھتا تھا ہر وقت کیونکہ وہ اسے کسی بھی تکلیف میں دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔

وہ دونوں ایک ہی خون تھے اگر میرال دلاور خان آگ تھی۔

تو اسفند دلاور خان اسکا ہی الٹ تھا برف جیسا سرد دوسروں کے لیے۔

مگر اپنی ہود کی بہن کے لیے وہ شہد سے بھی زیادہ میٹھا اور روئی کی طرح نرم تھا۔

وہ میرال کا سایہ تھا اسکے ساتھ ساتھ رہنے والے بغیر میرال کو پتا لگے۔۔

◈◈◈

پانچ سال پہلے۔

وہ اپنی یونی سے جلدی آگئی تھی اور آج اسنے۔

اسفند نے ماما بابا کی اینیورسری منانے کا پلین کر رکھا تھا ابھی وہ دونوں سجاوٹ۔

وغیرہ کر کے فری ہوئے تھے کہ ماما بابا بھی گھر آگئے جو کہ ایک پارٹی پر گئے ہوئے تھے انہوں

نے مل کر سیلیبریشن کی۔

کیک کاٹا پکس بنائیں اور پھر میرال کچن میں چائے بنا رہی تھی اسفند سب سامان سمیٹ رہا تھا۔

جب بیل بجی چوکیدار نے آکر بتایا کہ کوئی ملک صاحب آئے ہیں میرال نے کسی بوڑھے سے۔

آدمی اور اسکے ساتھ ایک خوبصورت نوجوان کو اندر آتے دیکھا تھا پھر کچھ لمحوں بعد وہ ناپس کچن

مین چلی گئی۔

اسکے ماما بابا ان لوگوں سے بات کر کے جب واپس لاونج مین آئے تو انکے چہرے اُڑے ہوئے

تھے۔

میرال اور اسفند نے پوچھا بھی مگر وہ لوگ ٹال گیے تھے اگلے دن میرال ابھی۔

یونی مین ہی تھی جب اسے اکمل انکل کی کال آئی کہ وہ جلدی سے انکے گھر پہنچے بغیر کسی۔

کو بتایے وہ پیچھے سے اپنے بابا کی آواز صاف پہچان گیی تھی اسنے انکے گھر کے باہر جا۔

کر جب گاڑی روکی تو وہاں ایک اور گاڑی پہلے سے موجود تھی۔

وہ اسکے ماما بابا کی نہیں تھی مگر پھر وہ اندر گیی تو انکل اکمل اسے پچھلے لان کے۔

دروازے سے آنے کا اشارہ کرتے انڈر چلے گیے پہلے تو اسے عجیب لگا۔

لیکن پھر وہ انکی بات مانتے انکے پیچھلے لان کے گزر کر اندر داخل ہوئی تو اسے مین حال سے کافی اونچی اونچی آوازیں سنائی دینے لگیں تھی۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ وہاں جاتی اسکو اکمل انکل اور بابا اپنی جانب آتے دیکھائی دیے تھے انکے ساتھ کوئی داڑھی والے صاحب بھی تھے۔

اس سے پہلے وہ کچھ پوچھتی اسکے بابا اسے خاموشی۔

کے ایک جگہ بیٹھنے کا اشارہ کر گئے اور دوبٹا سر پر اوڑھنے۔

کو کہنے لگے تو وہ کچھ حیران ہوئی مگر پھر اسنے لے لیا تب ہی اکمل انکل نے کسی۔

کو کال ملائی تھی وہ چہرا تو نہیں دیکھ سکی لیکن نام وہ نام پہچان گی تھی۔

پھر اسنے مولوی صاحب کو نکاح کے بول ادا کرتے سنا تھا اسکو پہلے تو جھٹکا لگا مگر۔

پھر بابا کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ پر محسوس کر کے وہ ایک انجان شخص کے نکاح میں آگی تھی۔

کچھ لمحے اور اسکی زندگی بدل گی تھی اسکا نکاح اکمل انکل کے بیٹے سے ہوا تھا انجان۔

بیٹے سے جسے اسنے آج تک نہ دیکھا تھا نا جانا تھا وہ بابا کے سینے سے لگ گی کچھ۔

لمحوں بعد وہ اسکو الگ کر کے اسکا ماتھا چوم گیے انکی آنکھ سے ایک آنسوں نکلا تھا۔

پھر انہوں نے اسکو اسفند کا خیال رکھنے کی تلقین کی اور باہر چلے گئے ابھی وہ نارمل ہوتی۔

کہ اسے باہر سے گولیوں کے چلنے کی آواز سنائی دی تھی مگر اکمل انکل جو اسکے پاس ہی تھے۔

اسکو وہاں جانے سے روک گئے تھے وہ سسکنے لگی تھی اسکے آنسوں اسکا چہرا بگھو گئے تھے۔

اکمل انکل ماما بابا کدھر ہیں؟ وہ چیخ کر رہتے پوچھ رہی تھی مگر اکمل انکل نے۔

اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر نفی میں سر ہلا دیا تھا اور میرال دلاور خان ساکت رہ گئی اسکا دل سینے سے

یوں جیسے باہر۔

آگیا ہو اسکی دنیا لٹ گئی تھی کچھ لمحوں میں پھر وہ کچھ دیر بعد خاموشی سے اٹھی اور۔

دروازہ کھول کر باہر نکل گئی مگر جو منظر اسکی نگاہوں کے سامنے تھا وہ وحشت ناک تھا اسکے ماما بابا

کی لاشیں پڑیں تھیں۔

اور خون تھا فقط میرال ان لمحوں میں یوں جیسے مر گئی تھی۔

اسکے ماما بابا۔۔وہ۔۔وہ نہیں رہے تھے وہ دونوں۔۔اب سانس نہیں لے رہے تھے بھلا۔

ماں باپ کے بغیر رہا جا سکتا ہے سانس لی جا سکتی ہے اس دنیا میں؟ اسکی سانسیں سینے۔

میں اٹکنے لگیں تھیں اور پھر وہ ہوش و ہرد سے بیگانہ فرش پر ڈھ گئی تھی۔۔

اسکی آنکھ کھلی تو وہ ہاسپٹل میں تھی اسکے پاس اسفند تھا صرف۔

نہ بابا نہ ماما اور جب اسکو سب یاد آیا تو پھر قہرام مچا تھا۔

وہ پورے دو ہفتے بعد ہوش میں ائی تھی اسکا نروس بریکڈاون ہوا تھا ماما بابا کی تدفین کی جا چکی تھی

میرال خان۔

کی دنیا لٹ گئی تھی اسکے ماما بابا منوں مٹی تلے جا سوئے تھے وہ سانسیں کیسی۔

اذیت سے لے رہی تھی وہ ہو دہی جانتی تھی اسکا چھوٹا بھائی وہ اسکو سمبھالتے سمبھالتے ٹوٹ رہا

تھا وہ ایک اور۔

ہفتہ ہاسپٹل رہی اور پھر گھر آگئی تھی لیکن اسنے بول چال بلکل بند کر دی اسفی اس سے باتیں کرتا

تو وہ ہوں ہاں میں۔

جواب دیتی تھی لیکن ایک دن اسفند کا ضبط جواب دے گیا تھا اسے بھی کندھا چاہیے تھا۔

اس تکلیف پر رونے کا اور اسکا کندھا میرال بنی تھی اسکے بعد وہ اسفی کے لیے اسکی ماما۔

بابا دونوں بن گئی تھی وہ دونوں بہن بھائی ان لوگوں کو نہیں۔

جانتے تھے مگر میرال نے وہ دو چہرے تب دیکھے تھے جب وہ انکے۔

گھر اینیورسری والے دن آئے تھے پھر وہ گاڑی بھی انہیں کی تھی لیکن اکمل انکل سب جانتے

تھے کیا ہوا تھا۔

اور کیوں ہوا تھا اسنے بہت کوشش کی کہ وہ اسے بتادیں مگر انہوں نے اسے کہا کہ پہلے وہ۔

اپنی پڑھائی مکمل کرے میرال دلاور خان نے ڈگری لی تھی۔

اور وہ ایک کریمینل لائر بن گئی تھی وہ غصہ وہ انتقام جو سالون سے اس میں جل رہا تھا اسنے اسکو

استعمال کیا۔

اور ان دونوں کی ڈیٹیلز نکلوائیں تھیں وہ ملک کی نامور شخصیت تھے ندیم ملک اور انکا بیٹا حریرہ

ندیم ملک لیکن انہوں نے قتل کیوں کیا تھا۔

یہ بھی ایک پہیلی تھی جو اکمل انکل ہی جانتے تھے اسکے نکاح کی بات بھی وہ اور اکمل انکل جانتے تھے۔

مگر انہوں نے اسفی سے کبھی اس بات کا ذکر نہیں کیا تھا۔

بھائی یار آپ ایسے کیوں کر رہے ہیں؟ وہ آذ کو محسوس کر سکتی ہے آپکی موجودگی اسکو نیند میں بھی محسوس ہو جاتی ہے واقعے میں ہی یہ اسکے لیے بڑا امتحان ہے کیا آپ اسکے پاس آ نہیں سکتے؟ پانچ سال کر عرصہ کم تو نہیں ہے جو آپ یوں اس سے چھپتے پھر رہے ہیں۔۔ وہ خفا سے لہجے میں کہتا اسکے چہرے کی جانب دیکھنے لگا تو وہ مسکرایا تھا وہ نہیں جانتی مجھے کہ میں کون ہوں لیکن وہ میری موجودگی محسوس کرتی ہے اسکا مطلب جانتے ہو کیا ہے؟ اسنے اسفند کو دیکھتے کہا تو وہ نا میں سر ہلا گیا تھا۔ وہ جانتی ہے کہ میں اسکے ارد گرد اسکی حفاظت کے لیے موجود ہوں وہ مجھ پر یقین رکھتی ہے اپنے محرم پر وہ جانتی ہے کہ میں زندہ ہوں جبکہ باقی دنیا کے لیے میں مر چکا ہوں وہ میری موجودگی میرے لمس سے آشنا ہو رہی ہے اور جس دن اسے پتا چلا اسکا سیکریٹ ایجنٹ میں ہی ہوں تو وہ مجھے جان سے مارنے سے بھی گریز نہیں کرے گی میں ہو داس سے دور ہوں اتنے سالوں سے کیونکہ اب وقت آ چکا ہے کہ وہ اپنے مجرم کو سزا دے ہو د اپنے ہاتھوں سے چار دن اور پھر فنش۔۔!!

وہ پلین میں اپنی سیٹ چیک کرتے بیٹھ گیا تھا سر جھکائے اور کچھ لمحون بعد۔۔

وہاں اسکے بلکل ساتھ والی سیٹ پر آ کر کوئی بیٹھا تھا وہ پہچان گیا کہ وہ کون ہے۔۔

حریرہ ندیم تھا وہ وہی حریرہ ندیم ملک جو اسکا اور اسکی بیوٹی کا مجرم تھا۔۔!!۔

میک نے بہت خاموشی سے اٹھتے اسکے آگے سے نکلنا چاہا تھا جب ایک دم ٹھوکر کھا کر گرنے لگا مگر پھر سمبھل کر وہ آگے نکل گیا تھا۔۔

کچھ دیر بعد جب وہ واپس آیا تو حریرہ ملک کوئی بزنس میگزین پڑھ رہا تھا وہ اسکے آگے سے گزر کر۔

اپنی سیٹ پر جا بیٹھا تھا اور اپنا فون نکال کر کسی کو میسج چھوڑا تھا۔

پھر وہ آنکھیں موند کر سر سیٹ کے ساتھ ٹکا گیا تھا کچھ سوچوں کو کچھ چیزوں کو ایک طرف جھٹک کر۔۔

◈◈◈

وہ اپنے آفس میں بھیٹھی فائل ریڈ کر رہی تھی جب اسکو کچھ یاد آیا تھا۔۔

وہ لمحے کے ہزارویں حصے میں آفس سے نکل کر باہر کی جانب بھاگی تھی۔۔

اسنے جلدی سے کینٹین کی بیک سائڈ پر جاتے کال ملائی تھی اور کچھ دیر بعد کال اٹھا لی گئی تھی۔۔

ہیلو۔۔ جلدی سے چیک کرو کہ وہ اس وقت کون سی ڈیلز کے لیے امریکہ گیا ہے اسکے ساتھ کیا کوئی اور ہے؟ کیونکہ اسکی واپسی پر اسکے ساتھ ہمارا ایک آدمی ہو گا جو اسے اپنے ساتھ لے کر یہاں آئے گا وہ اسکا باڈی گارڈ ہے۔

اسنے ایجنسی سے ہائر کیا ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتا کہ وہی اسکی موت ہے۔۔

میرال کی بات سنتے سامنے کال پر موجود شخص کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی کیا میم میرال۔۔۔

اتنی جلدی بھی کیا ہے کبھی اپنے بیسٹ فرینڈ کا حال ہی پوچھ لے بندہ۔۔

اسکی بات پر میرال کا دماغ گھوما تھا۔۔

کام کی بات کیا کرو نہیں تو تمہارے پاس آ کر تمہاری ٹانگیں توڑ دوں گی۔۔

میرال کے غصے سے کہنے پر وہ مسکرایا تھا۔۔

آپ ہمارے پاس تو آئیں نا چاہے پھر قتل کریں یا پھر ٹانگیں توڑیں۔۔

شٹ اپ۔۔!!!

اسکی بات پر میرال نے غصے سے کہا تھا۔۔

کام کی بات کرو۔۔ جبکہ اب وہ سیدھا ہوتا اسکی بات پر متوجہ ہوا تھا۔۔

وہ اکیلا نہیں ہے اسکے ساتھ ایک اور بھی بندہ ہے لیکن وہ دونوں نا آشنا ہی لگتے ہیں۔۔

کیونکہ وہ ایک دوسرے سے بات نہیں کر رہے اور دوسری اور اہم بات حریرہ ملک کے کسی

باڈی پارٹ پر کسی نے چپ لگائی ہے۔۔

جس سے اسکی آواز کا اسکی لوکیشن آسانی سے شو ہو سکتی ہے۔۔

اسکی بات سن کر میرال حیران ہوئی تھی۔۔

کون ہے وہ شخص؟ اسکے سوال پر رامضل نے منہ بنایا تھا۔۔

میرا چھوٹا بھائی ہے۔!!!

جبکہ اسکے اس جواب پر میرال کا دل کیا وہ اسکے سامنے ہوتا اور وہ اسکو اچھے سے بتاتی کہ مزاق

کیسے کرتے ہیں۔۔

یو ایڈیٹ انسان میرے ہاتھ لگو تمھاری ہڈیوں کا سرما بناؤں گی۔۔

اسنے دانت پیستے کہا اور پھر کال بند کر دی تھی۔۔

◈◈◈

ابھی وہ لاونچ میں آتے ٹیوی آن کر کے بیٹھنے ہی والا تھا کہ ایک آواز نے اسکو جھنجھورا تھا۔۔

ہاں۔۔جی تو ملک کی نامور شخصیت ندیم ملک کو بے رحمی سے قتل کر دیا گیا ہے۔۔

دو گولیاں سینے پر اور بارہ گولیاں پورے جسم پر ماری گئیں ہیں۔۔

اسکے قدم لڑکھڑائے تھے۔۔

وہی شخص تو تھا جسنے اسکے ماما بابا کو برباد کیا تھا اسی نے انکے ہنستے کھیلتے گھر کو تباہ کیا تھا۔۔

اسفند نے جلدی سے میرال کو کال لگائی تھی اور وہ جو ڈرائیونگ کر رہی تھی۔۔

اسکی کال کو پک کر گئی تھی۔۔

یاں ہیلو اسفی۔۔میں آرہی ہوں بس گھر۔۔ابھی اسکی بات مکمل نہیں ہوئی تھی جب اسکو اسفی کی آنسوں سے بھیگی آواز سنائی دی تھی۔۔

ملک کو کسی نے قتل کر دیا۔۔!!

اسکی بات سن کر میرال کو اپنے پیروں تلے سے زمین نکلتی محسوس ہوئی تھی۔۔

ک۔۔کیا۔۔واقعے ہی؟

اسنے ہکلاتے کہا تو اسفند سر ہلا گیا تھا۔۔

وہ کال کٹتی جلدی سے نیوز کھول چکی تھی جہاں ہر طرف یہی ہیڈ لائنز تھیں۔۔

ملک کی نامور شخصیت ندیم ملک کو قتل کر دیا گیا تھا۔۔

وہی شخص اسی نے توانکی دنیا کو بکھیرا تھا۔۔

آج وہ انجام کو پہنچا تھا اسکی سسکیاں گاڑی میں گھونجنے لگیں تھیں۔۔

کچھ دیر بعد وہ گاڑی کو دوسری جانب موڑ گیی تھی۔۔

اسے ماما بابا سے ملنا تھا۔!!!

◈◈◈

وہ لوگ بہت پریشان تھے دو دن سے ملک کی کالز اسکی دھمکیاں انہیں سننے کو مل رہیں تھیں۔۔

وہ چاہتا تھا کہ دلاور خان نے جو کیس اس پر کیا ہے وہ اسے واپس لے لیں مگر دلاور خان پیچھے ہٹنے والوں میں سے نہیں تھے۔۔

لیکن جب انہیں اسنے یہی دھمکی دی کہ وہ انکی بیٹی سے اس چیز کا بدلہ لے کا اسکو اپنے نام کر کے تو دلاور خان ڈھ سے گیے تھے۔۔

لیکن اکمل صاحب نے انھیں سمبھالا تھا اور انہیں یہ حل بتایا کہ وہ میرال کا نکاح میکائیل سے کر دیں۔۔

دلاور خان میکائل کو بہت اچھے سے جانتے تھے۔۔

وہ انکا فیوریٹ بچہ تھا وہ مان گیے اور انہوں نے یہی بات جب مسز دلاور سے کی تو وہ بھی راضی ہو چکیں تھیں۔۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ لوگ نکاح کرتے مسز دلاور کی لاش بھیجی گئی تھی۔۔

اکمل صاحب کے گھر لیکن انہوں نے یہاں بھی بس نہ کی کچھ دیر بعد وہ لوگ فایل لینے آنے کا کہ کر آئے اور یہ جانے بغیر کہ میرال بھی وہیں تھی۔۔

اور اسکا نکاح ہو چکا ہے وہ لوگ دلاور حان سے اسکے لاپتہ ہونے کی وجہ پوچھتے رہے لیکن جب انہیں نہ پتا چل سکا تو انہوں نے۔۔

انکو بھی مار دیا اکمل صاحب نے وہ منظر دیکھا تھا کھڑکی سے اس لیے وہ میرال کو وہاں سے لے آئے تھے کچھ سال تک سب نارمل رہا۔۔

مگر پھر جب میرال نے ان پر کیس کرنے کی بات کی تو اکمل صاحب نے اسکا ساتھ دیا تھا۔۔

وہ لوک مجرم تھے ندیم ملک اور اسکا بیٹا حریرہ ندیم ملک۔۔

بہت سے لوگوں کا خون پی کر وہ لوگ اس مقام تک پہنچے تھے۔۔

لیکن جب دلاور خان نے اوکی راہ میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی تو انہون نے انھیں ہی راہ سے ہٹادیا تھا۔۔

میرال کو آج بھی یاد تھا اکمل انکل نے اٹھاراں مارچ کو کورٹ کے لیے جانا تھا کیس کرنے لیکن وہ اور انکا بیٹا میکائیل اکمل جو لندن سے آنے والا تھا کو بم سے اڑادیا تھا۔۔

دو دن بعد اکمل انکل کی لاش کی جگہ انکی کچھ چیزیں میرال کو ملیں تھیں۔۔

انکی لاش ملی ہی نہیں اور اکمل انکل کا بیٹا؟۔

اسکے بارے میں کہا گیا کہ وہ بھی جل کر مر چکا تھا۔۔

کیونکہ اس دن گاڑی میں تین افراد تھے ایک اکمل انکل ایک ڈرائیور اور تیسرا شاید انکا بیٹا۔۔

میرال اس واقعے کے بعد ایک بار پھر سے ڈر گئی تھی مگر اکمل انکل انکو ایک سیف جگا چھوڑ کر گیے تھے۔۔

جہاں انھیں کوئی خطرہ نہ تھا اسنے اپنی پڑھائی مکمل کی اور اسفند کا بھی حود سے زیادہ حیال رکھا تھا۔۔

میرال خان کی دنیا اسفند تک محدود ہو کر رہ گئی تھی۔۔

لیکن پھر ایک دن اسنے میکائل کو سنا تھا اسے یاد تھا اسکے لینڈ لائن پر کال آئی اسنے پک کی تو۔

سامنے والے نے سلام کیا مگر میرال کے جواب دینے پر جواب نہیں آیا تھا۔۔

لیکن وہ آواز اسنے نکاح کے وقت بھی تو سنی تھی۔۔۔

۔اس آواز کو میرال خان بھول نہیں سکتی تھی۔وہ آواز اسکے لیے کیا کچھ نہیں ثابت ہوئی تھی۔

وہ اس شخص کے نکاح میں تھی تین سال سے وہ یہی سمجھ بھیٹی تھی کہ وہ مر گیا ہے لیکن وہ زندہ تھا۔۔

اب نہ کسی ثبوت کی ضرورت تھی نہ کسی دلیل کی میرال کو یقین آگیا تھا کہ وہ ہے وہ زندہ ہے۔۔

وہ بھی انھیں فظائوں میں سانس لیتا ہے۔۔!!

ہونٹ سینے سے کہاں بات چھپی رہتی ہے۔

بند آنکھوں سے اشارے تو نہیں ہوتے ناں۔

ہجر تو اور محبت کو بڑھا دیتا ہے۔

اب محبت میں خسارے تو نہیں ہوتے ناں۔

اک شخص ہی ہوتا ہے متاع دل و جاں۔

دل میں اب لوگ بھی سارے تو نہیں ہوتے ناں۔۔!!

◈◈◈

میرا بچھڑنا تجھے کھا جائے گا دھیمک کی طرح جاناں۔!!

تو مجھے ایک بار بچھڑنے دے حود سے۔۔!!

ناجانے کتنے ہی دل اپنے محبوب کی بانہوں میں دھڑکنے سے قبل انتقال کر گیے۔۔۔

فراقِ یار میں جلتے جلتے آخر کار معزرت کر گیے۔۔

وہ دل جو تھے موم سے بھی نازک۔۔

کسی کی آس میں پتھر ہو گیے۔۔

وہ لفظ جو ابھی میں نے ادا کیے بھی نہیں تھے۔۔۔

تیرے الفاظ انہیں برف کر گیے۔۔۔

وہ دل جو تیرے گیت گاتا تھا۔۔۔۔

تیرے بول اسکو پتھر کر گیے۔۔۔۔

فقط تیرے لیے ہی تھا میرا یہ گلاب لہجہ۔۔۔۔۔

تیرے فراق کے دن اس لہجے کو پتھر کر گیے۔۔۔۔

دل کہتا تھا تم ہی سے ہے یہ بہارِ گلستان۔۔۔۔۔

تم کیوں میرے دل کو ہی نخلستان کر گیے۔۔۔۔۔

وہ دل جو تیری چاہت میں دھڑکتا تھا۔۔۔۔۔

تیرے ہی چند الفاظ اسکو پتھر کر گیے۔۔🖤🩹

وہ اس سے روٹھ گئی تھی اس کے بعد سے وہ زندہ تھا موجود تھا مگر وہ کہاں تھا؟

وہ اسکے سامنے نہیں آتا تھا وہ اسکی موجودگی کو محسوس کرنے لگی کوئی تھا جو اسے اکثر دیکھا کرتا تھا۔۔

اسکے لیے اکثر اسکے آفس میں پھول رکھ جایا کرتا تھا۔۔

لیکن اسے جو چاہیے تھا وہ کہیں نہیں تھا اسے ضرورت تھی اسکی وہ شخص میرال کے لیے ضروری تھا وہ اسکے کندھے پر سر رکھ کر گھنٹوں باتیں کرنا چاہتی تھی۔۔

وہ اس سے دن بھر کی باتیں کرنا چاہتی تھی لیکن وہ کہیں ہوتا تو وہ یہ سب کرتی نا۔۔

وہ یوں ہی دو سال گزار چکی تھی وہ نیند میں ہوتی تو کوئی خاموشی سے اسے دیکھا کرتا پھر پہلی اذان سن کر وہ اسکا ماتھا چوم کر چلا جایا کرتا تھا۔۔

اسکو رات کا لمس جب اپنے ماتھے پر محسوس ہوتا تو تکلیف سے تڑپ جاتی تھی۔۔

وہ اسکو دیکھ سکتا تھا لیکن میرال؟ وہ اسکو نہ دیکھ سکتی تھی نہ سن سکتی تھی۔۔

اسکے پاس اپنا خود کا نکاح نامہ بھی نہیں موجود تھا۔۔

وہ بھی اکمل انکل کے پاس تھا پھر ایک دن جب اسفند نے اسے کہا کہ اب اسکو شادی کر لینی چاہیے وہ کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گئی تھی۔۔

اسکے پاس نہ کوئی گواہ تھا نا نکاح نامہ نا ہی وہ شخص جو اسکا سب کچھ تھا۔۔

اسفند کو وہ ٹال گئی تھی۔۔

مگر اپنے دل کا کیا کرتی؟ وہ تو سسکتا تھا اس ایک شخص کے لیے۔۔!!

پانچ سال گزر گئے تھے لیکن نہ وہ شخص لوٹا نا اسکا کوئی پیغام ملا وہ اپنے نکاح کی بات کو اپنے اندر ہی دفنا چکی تھی۔۔

اسنے اس کو سوچنا چھوڑنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ اسکی روح کا ساتھی تھا وہ اسے کیسے بھول سکتی تھی؟ وہ اسکے بغیر زندہ تھی یہی کافی تھا۔۔

اسکو بھولنے کا گناہ نہ وہ کر سکی نہ اس سے ہوا تھا۔۔

اُسے آتا ھے لمحوں میں بھی اپنے عکس کو بھرنا۔

نہ ہونا پاس لیکن پھر بھی میرے چار سو ہونا۔

◈◈◈

وہ ہوٹل پہنچ کر اپنے کمرے کا جائزہ لے رہا تھا پھر کچھ دیر بعد اسنے اپنا دوربین نکالا اور سامنے بلڈنگ کے محسوس کمرے میں دیکھنے لگا تھا۔۔

وہ شخص بیڈ پر لیٹا ہوا تھا اور اسکے ہاتھ میں وائن کا گلاس تھا۔۔

اسنے بور ہو کر اسکو دیکھا مگر پھر وہ اپنے لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔

ابھی کچھ پل گزرے تھے کہ اسکے نمبر پر کال آنے لگی اور اسکی حیرت کا انتہاء نہ رہی جب اسنے دیکھا وہ کال اسکے دشمن کی ہی تھی۔۔

اسے میرا نمبر کہاں سی ملا؟

وہ بس سوچ کر ہی رہ گیا مگر پھر اسنے کال یس کی اور دوربین کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا تھا۔۔

وہ سامنے بلڈنگ میں موجود شخص کو دیکھ سکتا تھا لیکن وہ اسکو نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔

ایک کام کرو گے میک۔۔؟

سامنے والی کی بات سن کر وہ مسکرایا تھا۔۔

جی حکم۔۔!! اسکو عجیب سی خوشی ہوئی تھی لیکن پھر وہ خاموش ہوتے اسکی بات سننے لگا تھا۔۔

ایک قتل کرنا ہے۔۔!! کر دو گے؟

حریرہ ملک کی بات پر پہلے تو وہ چونکا کیونکہ وہ بول ایسے رہا تھا جیسے سبزی کا ریٹ پوچھ رہا ہو۔!

مگر پھر اوکے بول گیا تھا۔۔

کس کا قتل کرنا ہے ؟اسکو علم تھا وہ کسی بہت برے دشمن کا کہے گا مگر پھر اسکی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اسنے حریرہ کی زبان سے اگلے لفظ سنے تھے۔۔

میرے باپ کا قتل کر دو۔۔!!

زندہ نہیں بچنا چاہیے وہ۔۔!!

قیمت تمھاری منہ مانگی ملے گی لیکن میرا باپ زندہ نہ ملے مجھے۔۔

پھر وہ کال کاٹ گای تھا جبکہ میک نے ایک تنزیہ مسکراہٹ سے اس کو واپس وائن کا گلاس پکڑتے دیکھ کر سر جھٹکا تھا۔۔

وہ باپ جو دوسروں کو مارتا تھا اور انکے قتل کے حکم دیتا تھا اس ہی باپ کو قتل کرنے کا حکم اسکا پیارا بیٹا دے رہا تھا۔۔

چچچ۔۔بہت برا ہوا ندیم ملک تمھاری تو لاش بھی نہ ملے گی اب جب تمھارا بیٹا بھی تمھارا دشمن بن گیا ہے۔۔

وہ لوگ جو دوسروں کے لیے گڑھے کھودتے نہیں تھکتے یہ نہیں جانتے کہ انکو بھی انہیں گڑھوں کی زینت بنایا جا سکتا ہے۔۔

ندیم ملک کے ساتھ بھی یہی ہونے والا تھا۔۔

وہ یہ خبر اپنے ساتھیوں کو دے چکا تھا کہ اسے ندیم ملک کو مارنے کا حکم ملا تھا لیکن وہ ابھی امریکہ سے جانے کے بعد یہ کام کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔

◈◈◈

وہ منہ بنا کر کھڑی تھی جبکہ وہ کھڑکی کے ذریعے اسکے روم میں ایک پیکٹ پھینک چکا تھا۔۔

اے میری ماں اب لے لے یار۔۔اور راضی ہو جا۔!!

اسنے منت کی تو وہ منہ بنا گئی تھی۔۔

میری ایک شرط ہے۔اسکی بات سنتے میر نے اسکو گھورا تھا مگر پیار سے۔!!

ہاں بولو۔۔۔مروا کے دیکھنے پر وہ پھر سے بولا تھا۔۔

جی میری جند جان حکم کرو؟؟

مروا نے ایک کاپی اور ایک پینسل اسکی جانب پھینکی تھی۔۔

یہ لو اور اب اس پر ایک ہزار دفعہ سوری لکھو۔۔!!

یہ کہ قروہ کھڑکی کو دھڑام سے بند کرتے اپنے بیڈ پر بھیٹھ کر زنگر کھانے لگی تھی۔۔

جبکہ وہ باہر سردی میں کھڑا میک کا گالیاں نکال رہا تھا۔۔

جسنے اسے ادھر پھسایا تھا۔

اور ساتھ ساتھ وہ سوری بھی لکھ رہا تھا۔

وہ مرواملک کا باڈی گارڈ تھا لیکن اس پر دل جو ہار گیا تو اب بے چارا ذلیل ہو رہا تھا۔۔

وہ ضد کر رہی تھی کہ اسے آئیس کرم کھانی تھی لیکن میر اسے پہلے تو پیار سے منع کرتا رہا اور جب وہ نہ مانی تو اسنے اسے ڈانٹ دیا۔۔

اب وہ منہ بنا کر بھیٹھی ہوئی تھی۔۔

نہ کھانا کھارہی تھی نہ کچھ اور اب کہیں جا کر وہ تھوراسا راضی ہوئی تھی۔۔

ابھی کچھ دس منٹ ہی گزرے تھے جب میر کو اپنے سامنے کوہی دیکھائی دیا۔

اسنے چہرا اوپر کیا تو وہ مروا تھی اسکے ہاتھ میں ایک بڑی سی شال تھی اور آدھا زنگر برگر تھا میر پین پینسل کو ایک طرف کرتے اسکو چئر پر بھیٹھنے کے لیے جگہ دے گیا تو وہ بھیٹھ گیی۔۔

میر نے دوسری چئر سمبھالی اور پھر اسنے مروا کو دیکھا جو اس پر شال درست کر رہی تھی۔۔

پھر اسنے میر کے لبوں کے سامنے زنگر برگر کیا تھا۔۔

میر نے اس دیوانی کو محبت بھری نظروں سے دیکھا اور ایک بائیٹ لے گیا تھا۔۔

مروا اسکی جانب دیکھ کر مسکرایی اور اسکے کندھے سے سر ٹکا گیی تھی۔۔

جبکہ وہ اس دیوانی لڑکی کو دیکھ کر ہنستے اسکے گرد بھی شال کو ٹھیک کرتے آسمان کی جانب دیکھنے لگا تھا۔۔

مجھے شوق تھا تیرے ساتھ کا۔

جو نہ مل سکا، چلو خیر ہے۔

میری زندگی بھی گزر گئی *

تُو بھی جا چکا، چلو خیر ہے ❤

یہ گھٹے گھٹے سے ہیں سلسلے۔

یہ رکے رکے سے ہیں تعلقات۔

نہ میں کہہ سکا، کبھی کھل کے کچھ۔

نہ تُو سن سکی، چلو خیر ہے۔

وہ سیگریٹ پیتے خاموشی سے سامنے موجود جھیل کو دیکھ رہا تھا جسکا پانی ساکت تھا۔۔

اسنے کچھ دیر بعد سیگریٹ بجھایی اور گیٹار اٹھالی تھی۔۔

وہ اسکو جب جب شدت سے یاد آتی تھی وہ یہی گانا گنگھنایا کرتا تھا۔۔

داستان ہے کہ ایک تھا نوجوان۔

جو دل ہی دل میں ایک حسینا کا تھا دیوانہ۔۔!!

وہ حسینہ تھی کہ جس کی۔

خوبصورتی کا تھا دنیا بھر میں مشہور افسانہ۔!!

سنگ دل سے دل لگا کے۔۔!!

بے وفا کے ہاتھ آ کے۔۔!!

اسنے اک دن موت ہی پایی۔!!

ابھی اسکے لفظ مکمل ہوتے کہ اسکی آواز نے اسکا ساتھ چھوڑا تھا۔!!

وہ بول نہیں پا رہا تھا وہ اسے شدت سے یاد آ رہی تھی۔!!

اسکا دل پھٹنے لگا تھا۔!!

بڑی تکلیف ہوتی ہے جب وہ شخص جسکے لیے ہمارا دل رو رہا ہو مگر وہی ہمیں میسر نہ ہوا سکے لیے دل روئے تڑپے مگر وہ نہ ہمارے آس پاس ہو نہ ہی ہمارے اندر۔!!!

وہ اس کے پاس سے تو چلی گئی تھی مگر اسکے اندر رہ گئی تھی۔۔

اسکی حرمین وہ لڑکی جس سے اسفند دلاور خان کو عشق ہوا تھا۔۔!!

پھر وہ عشق جنون بن گیا لیکن اس سے پہلے ہی حرمین علوی کو اس سے دور کر دیا گیا تھا۔۔

وہ لڑکی جو اسکا جنون بن گئی تھی اسکے نصیب میں لکھے جانے سے پہلے ہی وہ اس سے دور ہو گئی تھی۔!!

محبت کرنے والے جہاں بھی ہوں وہ خوش رہتے ہیں اگر ایک دوسرے کا خیال بھی فقط سات ہو مگر اسکے سات اسکا خیال تھا۔۔

لیکن کیا حرمین علوی بھی اسکو یاد کرتی تھی؟

کیا وہ بھی اسکی طرح پہروں سسکتی تھی۔اس کو ایک نظر دیکھنے کے لیے کیا وہ بھی گھنٹوں اس جگہ آیا کرتی تھی؟

نہیں وہ نہیں آتی تھی۔۔!!

نہ وہ اسفند کو مس کرتی تھی۔!!

نہ وہ اس سے محبت کرتی تھی۔!!

نہ وہ اسکی دیوانی تھی۔!!

اسنے ہود سے کہا اور پھر اسکی سسکیاں ارد گرد گھونجنے لگیں تھیں۔۔

وہ لڑکی یہ سب بھلا کیسے کرتی؟ جب اسکی سانسیں ہی نہیں تھیں ہاں۔!!

اسفند کی حرمین دو برس سے منوں مٹی تلے جا سوئی تھی۔!!

اسکو آج بھی حرمین کے آحری لفظ یاد تھے وہ اسے کہ رہی تھی کہ اسفی۔۔!!

بدلہ لینا ان درندوں سے انہوں نے مجھے تمھارے قابل نہیں چھوڑا اسفی مجھے گندا کر دیا۔!! انہوں نے۔۔وہ سسکتی اسفی کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔۔

اس پل اسفند کو معلوم ہوا تھا موت کو سامنے دیکھنا کیسا ہوتا ہے اپنی موت سے بھی ہمیں اتنا ڈر نہیں لگتا جتنا ان لوگوں کے بچھڑنے سے لگتا ہے جن سے ہمیں محبت ہوتی ہے۔۔

پھر وہ چاہے کوئی بھی ہو وہ محبت ہی کیا جس میں کھونے کا خوف نا ہو۔۔!!

اسے حرمین کی وہ باتیں یاد آ رہیں تھیں اس پل جب وہ اسکے سینے کے لگی آخری سانسین لے رہیں تھی۔!!

اسنے اسے بتایا تھا کہ اسکا مجرم حریرہ ملک تھا اور حریرہ کو یہ تحفہ دینے والا حریرہ کا باپ تھا۔!! ندیم ملک۔

ان باپ بیٹوں نے دلاور خان کے خاندان کو برباد کرنے مین کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔۔

جب انہوں نے اسکی حرمین کو بھی اس سے چھین لیا تھا۔!!

وہ روتے سسکتے اسکو دفنا کر آیا تھا اسکو ہود پر یقین نہی . ہوتا تھا کہ اسنے ہود اپنی محبت کو اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارا تھا۔!!

وہ حریرہ ملک اور اسکے باپ سے بدلی لینا چاہتا تھا ایسا بدلہ جو وہ قیامت تک یاد رکھنے والے تھے۔!!

اسفند خان سر دیوں ہی تو نہیں تھا۔!!

اسکی زندگی اسے ماں باپ کو چھینا گیا تھا اس سے۔!!

پُوچھنے والے تُجھے کیسے بتائیں آخر۔

دُکھ عبارت تو نہیں جو تُجھے لکھ کر بھیجیں۔

یہ کہانی بھی نہیں ہے کہ سُنائیں تُجھ کو۔

نہ کوئی بات ہے ایسی کہ بتائیں تجھ کو۔

زخم گر ہوں تو تیرے ناخن کے حوالے کر دیں۔

آئینہ بھی تو نہیں ہے کہ دکھائیں تُجھ کو۔

تُو نے پُوچھا ہے مگر کیسے بتائیں تُجھ کو۔

یہ کوئی راز نہیں جِس کو چُھپائیں تو وہ راز۔

کبھی چہرے، کبھی آنکھوں سے چھلک جاتا ہے۔

جیسے آنچل کو سنبھالے کوئی اور تیز ہوا۔

جب بھی چلتی ہے تو شانوں سے ڈھلک جاتا ہے۔

اب تُجھے کیسے بتائیں ہمیں کیا دُکھ ہے۔

جِسم میں رینگتی رہتی ہے مسافت کی تھکن۔

پھر بھی کاندھوں پہ اُٹھائے ہُوئے حالات کا بوجھ۔

اپنے قدموں سے ہٹاتے ہُوئے سایہ اپنا۔

جِس کو بھی دیکھئے چُپ چاپ چلا جاتا ہے۔

کبھی خُود سے کبھی رستوں سے اُلجھتا ہے مگر۔

جانے والا کسی آواز پہ رُکتا ہی نہیں۔

ڈھونڈنا ہے نیا پیرائیہ اظہار ہمیں۔

استعاروں کی زباں کوئی سمجھتا ہی نہیں۔

دل گرفتہ ہیں طلسماتِ غمِ ہستی سے۔

سانس لینے سے فسوں قریہ جاں ٹوٹتی ہے۔

اک تغیر پسِ ہر شے ہے مگر ظُلم کی ڈور۔

ابھی معلوم نہیں ہے کہ کہاں ٹُوٹتی ہے۔

تُو سمجھتا ہے کہ خُوشبو سے معُتر ہے حیات۔

تُو نے چکھا ہی نہیں زہر کسی موسم کا۔

تُجھ پہ گزرا ہی نہیں نکسِ جنوں کا عالم۔

ایسا عالم جہاں صدیوں کے تغیر کا نشہ۔

ہر بچھڑتی ہُوئی ساعت سے گلے ملتا ہے۔

اس تماشے کا بظاہر تو نہیں کوئی سبب۔

صِرف محسوس کرو گے تو پتہ چلتا ہے۔

ایک دُھن ہے جو سُنائی نہیں دیتی پِھر بھی۔

لے بہ لے بڑھتا چلا جاتا ہے ہنگامہِ ستم۔

کُو بہ کُو پھیلتا چلا جاتا ہے غُبارِ من و تُو۔

رُوح سے حالی ہُوے جاتے ہیں جسموں کے حرم۔

وقت بے رحم ہے ہم رقصِ برہنہ ہیں سبھی۔

اب تو پابندِ سلاسل نہیں کوئی پھر بھی۔

دشتِ مژگاں میں بھڑکتا ہُوا تاروں کا جنوں۔

صفحہِ لب پہ سِسکتی ہُوئی آواز کی لو۔

دیکھ تو کیسے رہائی کی خبر کرتی ہے۔

روزنِ وقت سے آغازِ سفر کرتی ہے۔

بے خبر رہنا کسی بات سے اچھا ہی نہیں۔

تُو کبھی وقت کی دہلیز پہ ٹھہرا ہی نہیں۔

تُو نے دیکھے ہی نہیں حلقہِ امروز کے رنگ۔

گرمیِ واعدہِ فردا سے پگھلتے ہُوئے لوگ۔

اپنے ہی خواب کی تعبیر میں جلتے ہُوئے لوگ۔

بُھوک اور پیاس کی ماری ہُوئی فصلوں کی طرح۔

برِاعظم کی لکیروں سے اُبھرتے ہُوئے لوگ۔

امن کے نام پہ بارود بھری دُنیا میں۔

خس وخاشاک کی مانند بِکھرتے ہُوئے لوگ۔

روز جیتے ہُوئے اور روز ہی مرتے ہُوئے لوگ۔

زندگی فلم نہیں ہے کہ دِکھائیں تُجھ کو۔

تُو نے پُوچھا ہے مگر کیسے بتائیں تُجھ کو۔

کوئی محفوظ نہیں اہلِ تحفظ سے یہاں۔

رات بھاری ہے کہیں اور کہیں دن بھاری۔

ساری دُنیا کوئی میدان سا لگتی ہے ہمیں۔

جِس میں اک معرکہِ سُودوزیاں جاری ہے۔

پاوں رکھے ہُوئے بارود پہ سب لوگ جہاں۔

اپنے ہاتھوں میں اُٹھائے ہُوئے پروانۂ شب۔

آستینوں میں چھپائے ہُوئے مہتاب کوئی۔

اپنی گردن میں لئے اپنے گریبان کا طوق۔

نیند میں چلتے ہُوئے دیکھتے ہیں خواب کوئی۔

اور یہ سوچتے رہتے ہیں کہ دیواروں سے۔

شب کے آثار ڈھلے، صُبح کا سُورج اُبھرا۔

دُور اُفق پار پہاڑوں پہ چمکتی ہُوئی برف۔

نئے سُورج کی تمازت سے پگھل جائے گی۔

اور کسی وقفۂ امکانِ سحر میں اب کہ۔

روشنی سارے اندھیروں کو نِگل جائے گی۔

دیکھئے کیسے پہنچاتی ہے ٹھکانے پہ کہیں۔

دُور اک فاختہ اُڑتی ہے نشانے پہ کہیں۔

آ کہ یہ منظرِ خوں بستہ دکھائیں تُجھ کو۔

تُو نے پُوچھا ہے مگر کیسے بتائیں تُجھ کو۔

کوئی گاہک ہی نہیں جوہرِ آئندہ کا۔

چشم کھولے ہُوئے بیٹھی ہے دُکانِ گریہ۔

اور اسی منظرِ خوں بستہ کے گوشے میں کہیں۔

سر پہ ڈالے ہُوئے اک لمحہِ موجود کی دُھول۔

تیرے عُشاق بہت خاک بسر پھرتے ہیں۔

وقت کب کھینچ لے مقتل میں گواہی کے لیئے۔

دستِ خالی میں لیئے کاسۂ سر پھرتے ہیں۔

پُوچھنے والے تُجھے کیسے بتائیں آخر۔

دُکھ عبارت تو نہیں جو تُجھے لکھ کر بھیجیں۔

دُکھ تو محسُوس ہُوا کرتے ہیں۔

چاہے تیرا ہو یا میرا دُکھ ہو۔

آدمی وہ ہے جِس کو جیتے جی۔

صرف اپنا نہیں سب کا دُکھ ہو۔

چاک ہو جائے جو اک بار ہوس کے ہاتھوں۔

جامہِ عشق دوبارہ تو نہیں سلتا ہے۔

آسماں میری زمینوں پہ جُھکتا ہے لیکن۔

تیرا اور میرا ستارہ ہی نہیں ملتا ہے!!۔

◈◈◈

وہ دو دن بعد واپس آیا تھا امریکہ سے لیکن جو خبر اسکو سب سے پہلے ملی تھی وہ اسے منجمد کر گئی تھی۔۔

ندیم ملک کا قتل ہوا چکا تھا۔!!

اور اسی دن ہوا تھا اسکی فلائیٹ کے ٹائم پر ہوا تھا جب انکا جہاز دور آسمان میں پرواز کر رہا تھا۔۔

اسکے اکاونٹ میں پیسے آ چکے تھے لیکن کچھ تو مسنگ تھا۔۔

حریرہ نے اپنے باپ کو قتل کرنے کا کہا جب میک کو تھا تو پھر کسی اور نے وہ قتل کیوں کیا تھا؟۔

وہ قتل تھا لیکن اتنے خوفناک طریقے سے قتل کیا گیا تھا۔۔

کہ موت بھی کانپ جائے کوئی اور بھی تھا جس نے ملک سے انتقام لیا تھا لیکن کون؟

حریرہ ملک نے میک کے اکاونٹ میں پیسے ٹرانسفر کروائے تھے۔یہ سمجھ کر کہ اسکے باپ کو قتل میک نے کیا ہے۔۔

کچھ تو تھا وہ کچھ کرنا چاہتا تھا لیکن کیا؟

اس سے پہلے بھی تو حریرہ نے میک کو ایک قتل کرنے کا کہا تھا۔۔

وہ قتل جو سب سے چھپ کر کروایا گیا تھا۔۔

اسکی اپنی ماں کا قتل۔۔مسز ملک کا قتل۔۔!!

حریرہ اپنے ماں باپ کا قاتل اسے سمجھتا تھا لیکن وہ دونوں قتل ہی میک نے نہیں کیے تھے۔!!

کوئی اور بھی تھا ان میں ایک تیسرا وجود جسنے قتل کیا تھا۔۔

لیکن وہ کون تھا۔۔؟؟؟۔

وہ جو بھی تھا انکے بارے میں سب جانتا تھا لیکن وہ کب تک چھپ سکتا تھا۔۔آخر کب تک۔!

یہی سوچتے اسنے اپنے ساتھیوں کو کال کی اور انکو اپنی محسوس لوکیشن کا بتاتے کال کاٹ دی تھی۔!!

اس سارے واپسی کے سفر میں حریرہ اسکے ساتھ والی سیٹ پر ہی تھا لیکن اسکے چہرے سے کوئی بھی پریشانی نہیں جھلکی تھی۔ مطلب صاف۔!!

کی اسنے اپنے باپ کو کسی مجبوری میں نہیں مروایا تھا۔

ابھی اس قتل کو دودن گزرے تھے جب مروانے اپنے باپ کے قتل کا کیس درج کروادیا تھا۔

کورٹ میں وہ اپنے بابا سے بہت محبت کرتی تھی انکے قاتلوں کو سزادلاوانا چاہتی تھی۔!!

ان دنوں میر نے اسے کیسے سمبھالا تھا۔۔

وہی جانتا تھا اسکے بابا اور بھائی ہی اسکی فیملی تھے انکے بغیر اسکا گزارا ممکن نہ تھا۔

◈◈◈

توجہ کی کمی مرجھا بھی سکتے ہیں یہ پرندے پودے انسان وغیرہ۔۔!!

وہ جیسی بھی تھی اپنی فیملی سے محبت کرت تھی۔۔

یوں بھی میرا نہیں حیال کہ کوئی اپنے فیملی کے بغیر رہ سکتا آجکل اس معاشرے میں ہر طرف بھیڑیے گھوم رہے ہیں۔۔

لڑکیوں کا سیف زون انکے بابا شوہر بیٹا اور بھائی ہی ہوتے ہیں۔۔

باہر کے مرد ہماری حفاظت نہیں کر سکتے۔۔!!

وہ یا تو کوئی مفاد چاہتے ہیں یا پھر ہمیں کسی بڑے چنگل میں پھسا دیتے ہیں۔!!!

گھر کی بیٹیوں کی حفاظت کے لیے نامحرموں کو ہائر نہیں کرنا چاہیے۔!!

نامحرم نامحرم ہی ہوتے ہیں چاہے پھر وہ آپکا گارڈ ہو یا باورچی یا ڈرائیور۔!!

وہ میر سے محبت کرتی تھی۔۔

اپنے بابا اور بھائی کے بعد وہ میر کو چاہنے لگی تھی اسکی عادی ہوگی تھی۔!!

اسے اسکی عادت ہوگی تھی وہ ہر وقت اسے اپنے ارد گرد چاہیے ہوتا تھا لیکن فلحال وہ میر کی بھی نہیں سن رہی تھی اسنے اسے منع کیا تھا کی کیس نہ کروایے مگر وہ مر واندیم ہی کیا جو باز آجائے۔۔

وہ ضدی بھی بلا کی تھی انا اسکی اپنے بابا اور بھائی جیسی تھی۔!!

اب بہت جلد اسکے بابا کے مجرم کو سزا ملنے والی تھی۔۔

اور مر واندیم کو اسی دن اور وقت کا انتظار تھا۔!!۔

وفا کے قید خانوں میں، سزائیں کب بدلتی ھیں؟

بدلتا دل کا موسم ھے، ھوائیں کب بدلتی ھیں؟

میری ساری دعائیں تم سے ہی منسوب ھیں ہمدم۔

محبت ھوا گر سچی، تو دعائیں کب بدلتی ھیں؟

کوئی پا کر نبھاتا ھے، کوئی کھو کر نبھاتا ھے۔

نئے انداز ھوتے ھیں، وفائیں کب بدلتی ھیں۔

◈◈◈

وہ کال ملاتے ارد گرد بھی دیکھ رہا تھا کہ کوئی آ ہی نہ جائے۔۔

ہیلو۔!!۔

کال اٹھالی گئی تھی۔اور اسنے بولنا شروع کیا۔۔

وہ کیس کروا چکی ہے قتل کا اور وہ سیاسی بندہ ہے بہت جلد ایکشن لیا جایے گا۔۔

اسکی بات سنتے آگے سے کچھ کہا گیا تو وہ مسکرایا تھا۔۔

نہیں۔!! فلحال میرے اتنے برے دن نہیں آئے لیکن مجھے اپنی پرواہ ہے اور تمھاری۔!!

ہاں اگر بات شک کی ہے تو وہ سب پر کیا جایے گا۔۔

یہ ایک بڑا کیس ہے سب سے پہلا شک دشمنوں پر پھر دوستوں پر فیملی اور پھر بیٹے پر۔۔!!

ایسا کیا کیا جائے کہ انکا شک سیدھا حریرہ ملک پر جائے؟

اسنے کچھ سوچتے پوچھا تھا۔۔

کال پر موجود شخص نے کچھ دیر تو جواب نا دیا لیکن پر اسکی آواز سپیکر پر گونجی تھی۔۔

وہ ویڈیو اور ریکارڈنگ اگر ہم لیک کر دیں تو پھر ہی یہ ہو سکتا ہے۔!!

لیکن میں ایسا نہیں چاہتا اسکا شک ہم پر بھی جایے گا وہ جان جایے گا کہ کویی اور بھی دشمن ہے اس کا جو اسکے ساتھ ہی موجود ہے۔!!

اسنے پریشانی سے کہتے پیچھے مرتے دیکھا تو اسے وہ اپنے جانب آتے دیکھائی دی تھی۔۔

وہ بات بدل گیا تھا۔!!

ہاں وہی ٹھیک ہے میں کل آکر پک کرلوں گا۔۔!

وہ کہتے کال کاٹ گیا تھا۔۔

مروانے اسکو سرخ آنکھوں سے دیکھا تھا۔ کس سے بات کر رہے تھے؟

مروا کی بات پر اسنے فیس ایکسپریشنز ٹھیک رکھتے ادھر ادھر دیکھتے جواب دیا۔۔

میرا دوست تھا ایک کام کے حوالے سے بات ہو رہی تھی تم اس وقت؟

چلو اندر سردی ہے۔ یہ کہتے وہ اسکا بازو پکڑ کر اندر کی جانب چل دیا تھا۔۔

بے وفائوں کا نام بھی ہو گا نامہ اعمال میں۔

اور ان ناموں میں سب سے اول نام تیرا ہو گا۔!!

◈◈◈

وہ میرال کے سامنے کھڑی تھی پلز آپ میری بات تو سن لیں۔!!

مروانے اسکو دیکھتے کہا تو وہ رک چکی تھی اس سے بھر برا حال میرال خان کا تھا جب اسکے ماما بابا کو اسی لڑکی کے باپ نے قتل کیا تھا۔۔

وہ اس لڑکی نہیں بتانا چاہتے تھی کہ وہ کیس کیوں نہیں لے رہی۔!!

وہ مڑ گئی اسے انکار کر کے جب اسے مروا ندیم ملک کی آواز اپنے پیچھے سے سنائی دی تھی۔!!

آپکو اپنے ماں باپ کا واسطہ۔۔

پلیز یہ کیس لڑ لیں میرے لیے نا سہی ایک لڑکی ہو کر آپ میری فیلنگز سمجھ سکتی ہیں۔۔

میرا ابھی ایک بھائی رہ گیا ہے لیکن میں اسے کھونا نہیں چاہتی۔!!۔

پلیز آپ یہ کیس لے لیں۔!۔

میرال پلٹی تھی پھر اسکے پاس تھوڑا نیچے کو جھکی تھی۔۔

ٹھیک ہے۔!!۔

تمھارے بابا کے قاتل کو ضرور سزا ملے گی اور دردناک ملے گی۔!!۔

یہ وہ کہہ تو رہی تھی لیکن مروا کو نہیں اپنے آپ کو۔!!۔

ایک بہترین موقع تھا اسکے پاس انکوئنٹر پاٹر پا کر مارنے کا۔!!۔

میرال دلاور خان تیار تھی قسمت نے اسے موقع دیا تھا پھر وہ چاہے جیسے بھی کیس لڑے وہ اس باپ کے ہی بیٹے کو اسی کا قاتل قرار دینے والی تھی۔!!۔

میرال دلاور خان بازی اس بار پلٹنے کی پوری سکت رکھتی ہے دیکھنا حریرہ ندیم ملک۔!!۔

◈◈◈

کیس پر کام شروع ہو چکا تھا۔

ویسے تو ندیم ملک کے بہت سے دشمن تھے لیکن سب سے پہلے ان لوگوں کو ہایلائٹ کیا گیا جو

انکے رابطے میں تھے پورے ایک مہینے سے پھر وہ لوگ جو اس دن ان سے رابطے میں تھے۔۔

یعنی جس دن قتل ہوا تھا۔!!۔

اور پھر انکے فیملی فرینڈز۔!!۔

مر واسے بیان لیا گیا تو وہ لا علمی کا اظہار کر چکی تھی۔!!۔

دوسری جانب ابھی کل وہ پورے دن کی تھکن کے بعد کبھی کہیں تو کبھی کہیں کے بعد گھر واپس

آئی تو اسفند اسکے لیے مزے کا پاستہ بنا رہا تھا۔۔

وہ اس سے ملتے چینج کرنے چلی گئی۔۔

اسکے آنے تک وہ ٹیبل پر کھانا رکھ چکا تھا۔۔

کھانے کھاتے وہ ایک دوسرے سے ہلکی پھلکی باتیں کر رہے تھے جب اسنے میرال کو دیکھا۔

وہ شاید اسے کچھ بتانا چاہتی تھی۔۔

لیکن پھر خاموش ہو چکی تھی۔!!۔

کھانے کھانے کے بعد برتن سمیٹ کر کچن میں چلی گئی اور وہ انتظار کرتا رہا ہے کب اسے میرال

وہ بات بتایے جو وہ اسے بتانا چاہتی تھی۔!!۔

کچن سے نکلتے وہ اسے گڈ نائٹ کہتے کمرے میں جا چکی تھی۔۔

پیچھے وہ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھا رہ گیا تھا۔!!۔

وہ روم میں آتی خاموشی سے بیڈ پر جا کر لیٹ چکی تھی۔۔

اسے بے اختیار وہ میسج یاد آیا جو اسے ایک ان نائون نمبر سے آیا تھا۔۔

اسے بتایا گیا تھا کہ اسے وہ سیڈیز مل سکتیں ہیں جن میں حریرہ ملک کی ریکارڈنگز ہیں۔۔

وہ سمجھ نہیں پارہی تھی حریرہ ملک اپنے باپ کا قتل کیوں کرے گا؟۔

بھلا کوئی ڈیٹا اپنے ہی باپ کا قتل کر سکتا ہے یا کروا سکتا ہے؟۔

اسنے فون اٹھایا اور اس نمبر پر اوکے کا میسج بھیجتے وہ اٹھ کر نکل گئی تھی گھر سے۔!!۔

پھر اسنے لوکیشن سینڈ کی تو دس منٹ بعد اسی اس بلڈنگ میں کسیکی موجودگی محسوس ہوئی تھی لیکن وہ۔۔!!۔

خوشبو یا وہ احساس تو کچھ جانا پہچانا سا تھا اس سے پہلے وہ مڑتی وہ اسے وہ سامان دے چکا تھا اندھیرا ہونے کی وجہ سے وہ اسے دیکھ نہیں سکی تھی لیکن۔۔۔

جہاں دل ملتے ہوں وہاں پہچاننا مشکل نہیں ہوتا۔۔۔!!۔

وہ واپس جانے کو مڑی تھی لیکن اس شخص کی بات سن کر وہ کچھ وقت بول نہیں سکی تھی کچھ۔!!۔

پھر وہاں سے لوٹ آئی تھی۔!!۔

اسے نہ وہ لمس بھولا تھا نہ وہ بھولنے والا تھا۔!!۔

کچھ لمحوں بعد وہ گھر میں موجود کمرے کی لائیٹ آف کیے وہ سیڈیز دیکھ رہی تھی۔!!۔

جن میں حریرہ نے کسی کو اپنے باپ کو مارنے کا کہا تھا۔!!۔

وہ شاید اسے پہلے سے جانتا تھا تو کیا پہلے بھی اسنے؟۔

کسی کا قتل کروایا تھا۔ کم از کم میرال کو تو یہی لگا تھا۔!!۔

ابھی وہ ریکارڈنگ بند ہوتی کہ اگلی ویڈیو چلنے لگی تھی جس میں حریرہ ملک کسی کو اپنی ماں کے قتل کا کہہ رہا تھا۔۔

اسکے ہاتھ کانپنے لگے تھے اسے لگا تھا وہ سنگدل ہے تو اسنے صرف اسی کے ماں باپ کو یوں مارا ہے۔۔

لیکن حریرہ ملک تو انسان کہلانے کے لائق نہیں تھا۔۔

وہی شخص اپنے باپ کو اپنی ماں کو خود مرواچکا تھا۔۔

یہ سیاسی لوگ اپنوں کے ساتھ بھی سیاست ہی کھیلتے ہیں۔!!۔

وہ خاموشی سے لیپ ٹاپ بند کر چکی تھی۔!!۔

لیکن اصل قاتل تو وہ تھا جسکو حریرہ نے قتل کرنے کو کہا تھا۔!!۔

اس قاتل کو ڈھونڈنا ضروری تھا اب کل وہ حریرہ کی ساری کال ڈیٹیلز نکلوانے والی تھی اسکی بینک ڈیٹیلز اسنے وہ سب پیسے کب کب ٹرانسفر کیے تھے؟۔

وہ سب ہر ایک ایک چیز۔!!۔

لیکن ایک آخری جو اسے کام کرنا تھا وہ تھا اسفند کو بتانا کہ وہ اپنے ماما بابا کے قاتل کے ہی قاتل کو ڈھونڈ رہی ہے۔!!۔

◈◈◈

اسنے پہلا جو کیس اوپن کروایا تھا وہ کیس بھی تو اسی سے جھڑا تھا۔۔

وہ کیس اسنے بہت خاموشی سے کھولا تھا۔۔

جو اسکے بابا کے قاتل پر کروایا گیا تھا۔۔

یہ بات تو اسفند جانتا تھا لیکن یہ نہیں کہ وہ انکے قاتل کے قاتل کا کیس بھی ہینڈل کر رہی ہے۔۔

وہ اسفی کے موبائل پر ایک طویل میسج چھوڑ کر نکل چکی تھی۔۔

اسے وہ تمام ڈیٹیلز مل چکیں تھیں۔۔

جس نے ندیم ملک کا قتل کیا تھا وہ تھا میک۔۔ایک شوٹر جسے حریرہ نے ہائر کیا تھا۔۔

وہ ڈیٹیلز حریرہ ڈیلیٹ نہین کروا سکا تھا جسکے نتیجے میں وہ اب پھسنے والا تھا۔!!۔

اس کیس میں کون کون تھا؟۔

میرال اس کیس کی لائر۔

میک ایک ہائر کردہ قاتل۔

حریرہ میرال کے ماں باپ کا قاتل۔

اور اپنے ماما بابا کو قتل کروانے والا۔!!۔

◈◈◈

یہ لرزتے ہوئے حسیں آنسو۔	غم کا انجام مسکراہٹ ہے۔
میرے عزمِ سفر میں حائل ہیں۔	پھر خوشی کے زمانے آئیں گے۔
مجھ میں اب ضبطِ غم کی تاب نہیں۔	لذتِ درد بڑھتی رہتی ہے۔
میرے قلب و جگر بھی گھائل ہیں۔	زخم ہر بار کھل کے سلنے میں۔
ہجر کو ہجر کیوں سمجھتی ہو۔	مستقل قرب میں وہ بات کہاں۔
صرف احساس پر ہے غم کا مدار۔	جو مزا ہے بچھڑ کے ملنے میں۔
میں نے دیکھا ہے حوصلوں کے طفیل۔	تم سے ملنے کے واسطے ہر دم۔
ہو گئے ہیں اَلم نشاط آثار۔	اپنے دل میں خلش پاؤں گا۔
جب کوئی شے ہی پائیدار نہیں۔	جانِ من اس قدر اداس نہ ہو۔
دکھ کے لمحے بھی بیت جائیں گے۔	میں بہت جلد لوٹ آؤں گا۔

◈◈◈

وہ اسکی قبر کے قریب پھول رکھتے گھٹنے جکا کر بھیٹھ چکا تھا۔۔

حرمین علوی ہود تو چلی گئی مگر میرے اندر رہ گئی ہے وہ اسکی قبر پر آہستہ سے ہاتھ پھیرتے کہ رہا تھا۔۔

یوں جیسے اسے محسوس کر رہا ہو۔۔

اسکی موجودگی کو وہ کیسے نا محسوس کرتا وہ اسکے دل میں تھی۔بے شک دنیا میں نہیں رہی تھی

لیکن جو لوگ ہمارے پاس سے تو چلے جائیں مگر ہمارے اندر سے نا جائیں وہ ہمیشہ ایک سائے کی

طرح ہمارے ساتھ رہتے ہیں۔۔

انکی موجودگی غیر موجودگی ایک سی لگتی ہے وہ تو روح میں بس چکے ہوتے ہیں۔۔

محبت میں پانا ضروری نہیں ہے۔۔

محبت میں جیت جانا ضروری ہے اسنے بھی تو جیت لیا تھا حرمین علوی کو وہ اسکے پاس نہ ہو کر بھی

اسکے پاس تھی۔۔

اسکی باتیں سنتی تھی اسفند کو وہ اپنے آس پاس چلتی پھرتی محسوس ہوتی تھی۔۔

ہود کے بے انتہا قریب۔۔!!۔

ہاں پہلے وہ اس سے ناراض رہا تھا ایک سال تک وہ جو کہتی تھی اسفی اپنا حیال رکھا کرو۔۔۔

اسفی نے اپنا حیال رکھنا چھوڑ دیا تھا۔۔

وہ بکھرا بکھرا سا رہتا تھا۔!!۔

لیکن ایک بار پھر وہ اسکی محبت میں ٹوٹا تھا جب اسے وہ اسکے خوابوں میں آنے لگی تھی۔۔۔

حرمین علوی نے اسکو جن نظروں سے دیکھا تھا وہ پگھل گیا تھا۔!!۔

وہ اکثر کہا کرتی تھی۔۔!!۔

اسفی حرمین رہے نہ رہے تم اسکے رہنا اسی کے گیے رہنا اسی کو چاہنا اور اسے کے لیے چاہنا اپنا حیال رکھنا اسفی اگر تمھاری حرمین نہ بھی رہے تو۔!!۔

اور اسفی اس کو بس ایک نظر گھور کر رہ جاتا تھا۔!!۔

حرمین یہ مت کہا کرو۔۔یار دل سینے سے باہر آنے لگتا ہے میرا تمھارے دور جانے کے حیال سے۔۔!!

مگر جب محبت شدت کی ہو تو بچھڑنا ضروری ہو جاتا ہے شاید۔۔!!۔

اسکے ساتھ بھی یہی ہوا تھا اسکی حرمین کو یہ بات مار گئی کہ اسے اسکے اسفی یے قابل نہیں چھوڑا گیا تھا۔۔

وہ اسکی تھی لیکن کسی نے اس کو گندا کر دیا تھا۔۔۔

اسکے اسفی کی امانت میں حیانت ہو گئی تھی۔۔!!۔

اور جب کسی کی امانت میں ہم سے ہو دہی خیانت ہو جائے تو بڑی تکلیف ہوتی ہے۔!!۔

اسکا قصور نہیں تھا اسکو روندھ دیا گیا تھا۔۔!!۔

حریرہ نے اسکو کسی پارٹی میں ویٹریس بنے دیکھا تھا اور اس پر اسکا دل آیا تھا ایک رات کے گیے اور پھر وہ پہلی لڑکی تھی جو ندیم ملک نے اپنے بیٹے کو تحفے میں دی تھی اس ایک رات کے لیے لیکن اس رات کی قیمت حرمین نے اپنی جان دے کر چکائی تھی۔۔!!۔

اسفی کو جب وہ ملی تو وہ آخری سانسیں بھر رہی تھی۔۔۔

وہ اسکی دنیا تھی ہر وقت ہنستی کھلکھلاتی رہتی تھی۔۔

لیکن اب ؟اب وہ اسی کے سینے سے لگی سسک رہی تھی۔۔۔

اسے بتا رہی تھی اسکو اسفی کے قابل نہیں چھوڑا گیا۔۔!!۔

وہ اسفند کی دیوانی تھی تو اسفند کے لیے حرمین علوی اسکا جنون بن گئی تھی۔!!۔

وہ اسکی دنیا کو مرجھانے نہیں دیتی تھی۔!!۔

اور اب وہ اسکے سینے سے لگی سسک رہی تھی اسے بتا رہی تھی کہ اسے اسفی کے قابل نہیں چھوڑا گیا۔۔!!۔

وہ اسکی گود میں آخری سانسیں لے رہی تھی۔۔!!۔

وہ چیخ رہا تھا اسے روک رہا تھا لیکن وہ چلی گیی تھی۔۔۔

ہاں حرمین علوی مر گئی تھی۔!!۔

اسفند سے اسے اپنے ہاتھوں سے دفنایا تھا اسکی آخری آرام گاہ میں اتارا تھا۔!!۔

وہ ایک ناقابل تلافی حصارہ تھی اسفند خان کے لیے ہاں وہ اسکو کھو کر حصاروں میں ہی تھا۔

◈◈◈

وہ اسکے سامنے اس طرح نہیں جانا چاہتا تھا مگر اسے جانا پڑ رہا تھا کیونکہ وہ اسکا مجرم تھا۔۔۔

اسکو ہود سے پانچ سال دور رکھ کر وہ مجرم ہی تو تھا۔!!۔

وہ اپنے ہر تکلیف میں اسکی غیر موجودگی محسوس کرتی تھی اور وہ نہیں گیا تھا۔۔!!۔

وہ تو اسکا منکوخ تھا اسے جانا چاہیے تھا وہ کیوں نہیں گیا تھا؟۔

وہ ہود میں اتنی ہمت ہی نہیں پا سکا تھا کہ اسکے سامنے جائے یہ سب ہونے کے بعد بھی۔!!!۔

اب جانا ضروری تھا۔!!

کیونکہ وہ چاہتا تھا اسکی بیوٹی اسے ہو د سزا دے کو اسکو چاہے کوئی بھی سزا دیتی میکائیل اکمل کو منظور تھی۔۔!!

◈◈◈

وہ ویڈیو ہر نیوز چینل کی زینت بن چکی تھی۔۔

جس میں حریرہ ملک اپنے ہی باپ کے قتل کا کہ رہا تھا۔۔!!۔

یہ کام میرال نے نہیں کیا تھا۔۔

لیکن وہ یہ بھی نہیں سمجھی تھی کہ یہ کس نے کیا؟اور کیوں ؟۔

حریرہ ندیم کے اریسٹ وارنٹ جاری ہو چکے تھے۔!!۔

اسکی کال ڈیٹیلز سے جو نمبر ملا اس نمبر کو ٹریس کر کے اسکا جب پتا لگایا گیا تو وہ میک نامی کوئی بندہ تھا۔۔

اسکے بھی اریسٹ وارنٹ جاری کیے گئے تھے۔۔۔

ہر ثبوت اسکے خلاف تھا پہلے حریرہ کی کال پھر وہ کال ریکارڈنگز اسکے بعد اسکے بینک اکاونٹ کی ڈیٹیلز مسز ندیم ملک کے قتل کا کیس کھلا تو پھر اسکے بعد دلاور خان اور مسز دلاور خان کے قتل کا کیس بھی کھلا تھا ان کے قتل کے ثبوت وہ کالز یا میسجز نہیں تھے وہ تمام میلز تھیں۔

اور وہ وہ کنفیشن جو ندیم ملک نے مرتے ہوئے کیا تھا۔!!۔

جس نے بھی انکا قتل کیا تھا اسنے ان سے انکا ہر راز اگلوایا تھا۔۔!!۔

کل کا دل یعنی کہ بدھ آٹھ جنوری اور سب کا فیصلہ ہو گا۔۔!!۔

ہر کسی کا دل تکلیف میں تھا۔۔۔

ہر کوئی انصاف چاہتا تھا۔!!۔

ہر کسیکے پیارے مارے گیے تھے۔۔!!۔

اس کہانی میں کون کون سے کردار تھے۔۔؟۔

میرال دلاور خان۔

اسفند دلاور خان۔

دلاور خان انکی مسز۔

حریرہ ندیم۔

ندیم ملک۔

مروا ندیم۔

میر معاویہ۔

حرمین علوی۔

بچا کون تھا؟ کوئی بھی نہیں ہر کہانی میں کوئی نا کوئی برباد ضرور ہوتا ہے لیکن اس کہانی میں برباد سب ہوئے تھی لیکن جو گیے وہ لوٹے نہیں تھے جو دستورِ دنیا ہے۔۔!!۔

لیکن وہ چھپا قاتل کون تھا؟۔

کیونکہ ندیم ملک کا اور انکی مسز کا قتل میک نے نہیں کیا تھا۔!!۔

ایک رات کے بعد جو سورج شروع ہوگا وہ بہت سوں کی تباہی اور بہت سوں کی آبادی لے کر آنے والا تھا۔۔۔

سحر بہت قریب ہے۔

بربادی آبادی ممکن ہے۔

بس یا ذرا سا میری قسمت کا سورج طلوع ہونے دو۔۔۔!!!۔

◈◈◈

وہ اسکے ماما بابا کے سامنے کھڑا تھا آپ لوگ فکر نہ کریں بس ایک گواہی دینی ہوگی آپکو پھر آپکی بیٹی کے گناہ گار کو جہنم واصل کر دیا جایے گا۔۔!!۔

انہوں نے ایک دکھ بھری نظر اس پر ڈالی تھی وہ ہماری بیٹی تھی ہے اور رہے گی اسکے ساتھ جو کیا ان ظالم درندوں نے وہ بھولنے کے قابل نہیں ہے۔۔۔

ہم گواہی دیں گے۔۔!!۔

انکی بات پر وہ مسکرایا تھا۔۔۔

اسنے سامنے کھڑے تیسرے وجود کو دیکھا تھا۔۔

جسکی آنکھیں سرخ تھیں اب بھی اسفند نے اسکا کندھا تھپتھپایا تھا۔۔۔

تم جیتو گے دیکھنا کسی کا دل مت ٹوٹنے دینا پلیز۔۔!!۔

اسفند کی بات پر وہ مسکرایا تھا۔۔

میری بہن نے اتنی تکلیف برداشت کی تھی اسکی بہن کو تکلیف دوں گا لیکن اتنی زیادہ نہیں کہ وہ مر جایے۔۔!!۔

اسکی بات سن کر اسفند نے اسکو ضبط سے دیکھا تھا پھر وہ وہاں سے لوٹ آیا تھا۔۔۔

تیرے در سے لوٹے تو بے مراد نہیں تھے۔!!۔

تیری خوشبو کو چرا لایے تھے ہم اپنے ساتھ جاناں۔۔!!!۔

◈◈◈

اسنے مروا کو دیکھا جو اسکے سامنے کھڑی تھے اسکے حواس اُڑے ہوئے تھے جبکہ سامنے کھڑے میر نے نظریں پھیر لیں تھیں۔

میریوں نظریں تو مت پھیرو اسنے اسے آکر خود بتایا تھا کہ اسکے بھایي نے ایک لڑکی کے ساتھ زیادتی کی تھی۔۔۔

لیکن پھر جب یہ بات اسکی ماما کو معلوم ہويي تو وہ حریرہ سے کہنے لگیں کہ وہ اس لڑکی سے نکاح کر لے۔

مگر حریرہ نے جب انکار کیا تو وہ اسے دھمکانے لگیں تھیں۔

کہ وہ اس پر کیس کریں گی سب کو بتائیں گی حریرہ نے میرے سامنے انکو یہ دھمکی دی تھی کہ اگر وہ زندہ رہیں تو شوق سے کیس کریں اسکے دو دن بعد ماما کی ڈیتھ ہو گی تھی۔۔۔

انکو قتل کیا گیا تھا۔۔!!۔

مر وا کی بات پر وہ ڈھ سا گیا تھا۔۔۔

اسکی ماں کا قاتل کون تھا؟۔

یہ بات نا اسفند جانتا تھا نا میر نا مر وانہ میک یہ جانتا تھا صرف اور صرف حریرہ ملک۔۔!!۔

اس سے پہلے وہ باہر نکلتا مر وا اسکا ہاتھ تھام چکی تھی۔۔۔

میر کہاں جا رہے ہو مجھے اکیلے چھوڑ کر مت جاؤ اسکی بات پر میر نے مڑتے اسکے ہاتھ کو جھٹکے سے حود سے پڑے جھٹکا تھا۔۔

یوں جیسے کوئی اچھوت ہو۔!!۔

میر وا نے حیرت سے اسے دیکھا وہ الفاظ مکمل شروع نہیں کر سکی تھی۔۔!!۔

میر میں۔۔۔

اسکے منہ پر ایک زوردار تھپڑ پڑا تھا۔!!۔

تم جانتی ہو وہ جس لڑکی کا قاتل تمھارا بھائی ہے وہ کون ہے؟۔

اسنے اسکے قریب زمین پر بیٹھتے کہا تو وہ نفی میں سر ہلا گئی تھی۔۔

آنسوں سے گال بھیگ چکے تھے۔۔

اسکے چہرے پر تھپڑ کے نشان پڑے ہوئے تھے۔!!۔

شاید یہ اسکی زندگی کا پہلا تھپڑ تھا یا شاید اب اسکی زندگی میں تھپڑوں اور ذلت کی شروعات ہوئی تھی۔۔

وہ لڑکی۔۔وہ پھول۔

جیسی سنہری آنکھوں والی لڑکی میری بہن تھی۔۔!!۔

میری حرمین۔۔!!۔

میرا پورا نام جانتی ہو؟۔

میر معاویہ علوی ہوں میں حرمین علوی کا بھائی۔۔۔

اسی لڑکی کا جسے۔۔جسے تمھارے نے۔۔!!۔

اسکے لفظ ٹوٹ گئے تھے۔!!وہ لفظ مکمل کرنے کے قابل نہیں رہا تھا۔۔!!۔

میر معاویہ علوی آج ٹوٹ ہی تو گیا تھا۔۔۔

وہ مرواسے محبت نہیں کرتا تھا وہ اس لڑکی سے کیسے محبت کر سکتا تھا جس لڑکی کے بھائی نے اسکی بہن کو موت کے منہ تک پہنچایا تھا۔؟!!؟۔

وہ مرواکا گارڈ بھی اپنے دوست میکائیل کے کہنے پر بنا تھا کیونکہ اسکا اور میکائیل کا دشمن ایک ہی تھا۔!!۔

حریرہ ندیم۔۔!!۔

اسفند بھی انکا ساتھ تھا وہ لوگ ملک فیملی کے لیے عذاب ثابت ہوپے تھے۔!!۔

◈◈◈

وہ تو چلا گیا تھا مگر پیچھے بھیٹی مر واملک ؟وہ کس حال میں تھی ؟کوئی اس سے بھی تو پوچھتا؟وہ کیا چاہتی تھی۔۔!۔

اس سب میں اسکا کیا قصور تھا۔؟؟۔

صرف یہ کہ وہ ندیم ملک کی بیٹی تھی۔۔؟۔

حریر و کی بہن تھی صرف یہ سزا تھی اسکی۔۔!!۔

مر واملک کو اپنے بھائی اور باپ کے حصے کی سزا جھیلنی تھی عمر بھر اسے ان رشتوں کا وہ عذاب تھا جو انکا تھا مگر وہ بھی تو انکی کچھ لگتی تھی۔۔!!۔

وہ زمین پر پڑی سسک رہی تھی۔۔!!۔

میر کی تکلیف پر وہ اس سے واقعے ہی محبت کرتی تھی۔!!۔

اس کو چاہتی تھی۔۔!!۔

تو کیا وہ زندہ رہ سکے گی اسکے بغیر ؟۔

کیا مر واملک کی سانسیں چلیں گی میر معاویہ کے بغیر۔۔!!۔

ہاں یا ناں ؟۔

شاید ناں۔۔!!!۔

تیری بغیر جینا محال لگا مجھے۔

سانس لینا عذاب لگا مجھے۔

توتو میرا تھا پھر کیوں اس لمحے اجنبی سا لگا مجھے ؟؟۔

کیا وہ آخری لمحہ تھا جب تو میری محبت لگا مجھے۔۔!!۔

◈◈◈

وہ کورٹ کے لیے نکل چکی تھی اسنے اسفی کو کہ دیا تھا کہ وہ بھی آجایے جو کہ اسکے پہنچنے سے پہلے ہی ادھر جا چکا تھا۔!!۔

یہ بات وہ نہیں جانتی تھی۔!!۔

ٹھیک نو بجے کمرا عدالت بھر چکا تھا لوگوں سے وکلاء بیٹھے تھے۔۔۔

جج۔۔ایک طرف پولیس کے ساتھ دو لوگ بھی تھے ایک تو تھا حریرہ ملک دوسرا؟ وہ شخص اسنے سر جھکا رکھا تھا۔!!۔

میرال نے اپنے جگہ سمبھالی تھی۔!!۔

کچھ دیر بعد کورٹ کی کاروئی شروع ہوئی تھی۔!!۔

سامنے والی چیرز پر اسفی۔۔میر۔۔مر وا سرخ آنکھوں سمیت۔۔انکے ساتھ دو لوگ اور بھی تھے میر کے ماما بابا۔۔!!۔

حریرہ کو کٹھرے میں کھڑا کیا گیا اسکے خلاف تمام ثبوت تھے۔۔

میرال نے وہ ریکاڈنگز اور ویڈیوز کے ساتھ ساتھ بینک اکاونٹ کی ڈیٹیلز جج کے سامنے پیش کی تھیں پھر اسنے بولنا شروع کیا تھا۔!!۔

مائی لارڈ مسٹر حریرہ جو کہ سیاست کا ایک ابھرتا ہوا ستارے تھے ایک کامیاب انسان اور کامیاب انسان کے پیچھے بہت سے راز ہوتے ہیں۔۔ خوفناک بھی اور اچھے بھی۔!!۔

انہوں نے اپنی ماں کا قتل کروایا پھر انہوں نے اپنے بابا کا قتل کروایا ہے ریکاڈنگز تو آپ دیکھ ہی چکے ہوں گے۔!!۔

اسکی بات پر حریرہ نے اسکو قہر آلود نظروں سے دیکھا تھا مگر پھر وہ بولی تھی۔۔

اسکے علاوہ یہ سود، جھوٹ، قبضہ۔۔ وغیرہ جیسے گناہوں میں بھی ملوس ہیں۔!!۔

اسکی بات پر حریرہ کا وکیل کھڑا ہوا تھا مائی لارڈ یہ میرے موکل پر نا کردہ گناہ کا الزام لگا رہی ہیں کیا انہوں نے یہ سب دیکھا ہے یا کوئی ثبوت ؟۔

ابھی اسکی بات مکمل ہوتی میرال نے کچھ پیپر زجج کے سامنے رکھے تھے۔۔

جن میں ایک ایک چیز تھی وہ اسے کیسے ملیں تھیں وہی جانتی تھی بس۔۔۔

اسکے بعد حریرہ کے ہائر کردہ میک کو کٹہرے میں کھڑا کیا گیا تھا۔!!۔

ہاں جی آپ کیا کہنا چاہیں گے ؟۔

میرال نے اس سر جھکا کر کھڑے شخص کو دیکھا تھا جو اسکے دیکھنے پر سر اٹھا گیا تھا۔۔

میرال کا وجود زلزلوں کی زد میں آیا تھا۔۔۔

وہ کون تھا بھلا؟ وہی شخص جو۔۔ جو۔۔ اسکے آپ پاس تھا۔۔۔

وہ وہی شخص تھا جسکے نکاح میں وہ تھی ذچھلے پانچ سال سے۔!!۔

وہ اسکو پہچان گئی تھی کیونکہ اسکی نظریں صرف میرال کی جانب تھیں۔!!۔

اسکے ہاتھوں میں ہتھکڑی لگی ہوئی تھی۔!!۔

اسنے ہاتھ معافی کے لیے اٹھایے اور میرال کے سامنے کر دیے تھے۔۔

اسکے الفاظ پوری کورٹ میں گھونجے تھے۔۔!!۔

میں صرف ایک لڑکی کا گناہ گار ہوں اپنی بیوٹی کا وہ جو سزا چاہے دے مجھے منظور ہے چاہے سولی چڑھایے چاہایے عمر قید سنایے۔!!۔

کچھ دیر رک ہر طرف خاموشی چھا چکی تھی کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہاں ہوا کیا ہے ؟۔

اسکے الفاظ بس تین لوگ سمجھے تھے۔!!۔

میر۔۔اسفی اور اسکی بیوٹی۔۔!!۔

مسٹر میک کیا آپ ٹھیک سے بتائیں گے ؟۔

جج نے اسکو اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔!!۔

جب اچانک میرال بول پڑی تھی۔!!۔

سر یہ بے قصور ہیں۔!!۔

جج نے اسکو سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا مگر میکائیل نے ؟اسنے اس وقت میرال کو عشقیہ نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔

سر یہ اس وقت اس دل ملک سے باہر تھے جب ندیم علوی کا قتل ہوا تھا۔!!۔

یہ بے قصور ہیں۔!!دونوں بار انکو قتل کا کہا گیا تھا مگر دونوں بار تو میکائیل اکمل ملک سے باہر تھے۔۔!!۔

اسکی اس طرفداری پر حریرہ بھی حیران ہوا تھا تو پھر اسکے باپ کا قتل کسنے کیا تھا؟۔

جج نے کچھ تذبذ کا شکار ہوتے سب کی جانب دیکھا تھا۔۔

مسٹر ندیم کا قاتل کون ہے ؟۔

میں ہوں مسٹر ندیم کا قاتل۔۔!!۔

ایک آواز پورے کورٹ میں گونجی تھی سب نے مڑ کر دیکھا تو وہ وہی تھا۔۔!!۔

ایک گارڈ۔۔میر معاویہ۔۔!!۔

میرال کا محبوب۔۔!!۔

میرال کے دل میں درد سا اٹھا تھا۔۔

اسنے۔

وہ کورٹ کے لیے نکل چکی تھی اسنے اسفی کو کہ دیا تھا کہ وہ بھی آجایے جو کہ اسکے پہنچنے سے پہلے ہی ادھر جا چکا تھا۔!!۔

یہ بات وہ نہیں جانتی تھی۔!!۔

ٹھیک نو بجے کمرا عدالت بھر چکا تھا لوگوں سے وکلاء بھیٹھے تھے۔۔۔

جج۔۔ایک طرف پولیس کے ساتھ دو لوگ بھی تھے ایک تو تھا حریرہ ملک دوسرا؟ وہ شخص اسنے سر جھکا رکھا تھا۔!!۔

میرال نے اپنے جگہ سمبھالی تھی۔!!۔

کچھ دیر بعد کورٹ کی کاروئی شروع ہوئی تھی۔!!۔

سامنے والی چئرز پر اسفی۔۔میر۔۔مروا سرخ آنکھوں سمیت۔۔انکے ساتھ دو لوگ اور بھی تھے میر کے ماما بابا۔۔!!۔

حریرہ کو کٹھرے میں کھڑا کیا گیا اسکے خلاف تمام ثبوت تھے۔۔

میرال نے وہ ریکاڈنگز اور ویڈیوز کے ساتھ ساتھ بینک اکاونٹ کی ڈیٹیلز جج کے سامنے پیش کی تھیں پھر اسنے بولنا شروع کیا تھا۔!!۔

مائی لارڈ مسٹر حریرہ جو کہ سیاست کا ایک ابھرتا ہوا ستارے تھے ایک کامیاب انسان اور کامیاب انسان کے پیچھے بہت سے راز ہوتے ہیں۔۔خوفناک بھی اور اچھے بھی۔!!۔

انہوں نے اپنی ماں کا قتل کروایا پھر انہوں نے اپنے بابا کا قتل کروایا ہے ریکاڈنگز تو آپ دیکھ ہی چکے ہوں گے۔!!۔

اسکی بات پر حریرہ نے اسکو قہر آلود نظروں سے دیکھا تھا مگر پھر وہ بولی تھی۔۔

اسکے علاوہ یہ سود، جھوٹ، قبضہ۔۔وغیرہ جیسے گناہوں میں بھی ملوس ہیں۔!!۔

اسکی بات پر حریرہ کا وکیل کھڑا ہوا تھا مائی لارڈ یہ میرے موکل پر ناکردہ گناہ کا الزام لگا رہی ہیں کیا انہوں نے یہ سب دیکھا ہے یا کوئی ثبوت؟۔

ابھی اسکی بات مکمل ہوتی میرال نے کچھ پیپر زجج کے سامنے رکھے تھے۔۔

جن میں ایک ایک چیز تھی وہ اسے کیسے ملیں تھیں وہی جانتی تھی بس۔۔۔

اسکے بعد حریرہ کے ہائر کردہ میک کو کٹھرے میں کھڑا کیا گیا تھا۔!!۔

ہاں جی آپ کیا کہنا چاہیں گے ؟۔

میرال نے اس سر جھکا کر کھڑے شخص کو دیکھا تھا جو اسکے دیکھنے پر سر اٹھا گیا تھا۔۔

میرال کا وجود زلزلوں کی زد میں آیا تھا۔۔۔

وہ کون تھا بھلا؟ وہی شخص جو۔۔جو۔۔اسکے آپ پاس تھا۔۔۔

وہ وہی شخص تھا جسکے نکاح میں وہ تھی ذچھلے پانچ سال سے۔!!۔

وہ اسکو پہچان گئی تھی کیونکہ اسکی نظریں صرف میرال کی جانب تھیں۔!!۔

اسکے ہاتھوں میں ہتھکڑی لگی ہوئی تھی۔!!۔

اسنے ہاتھ معافی کے لیے اٹھایے اور میرال کے سامنے کر دیے تھے۔۔

اسکے الفاظ پوری کورٹ میں گھونجے تھے۔۔!!۔

میں صرف ایک لڑکی کا گناہ گار ہوں اپنی بیوٹی کا وہ جو سزا چاہے دے مجھے منظور ہے چاہے سولی

چڑھایے چاھایے عمر قید سنایے۔!!۔

کچھ دیر رک ہر طرف خاموشی چھا چکی تھی کویی نہیں جانتا تھا کہ یہاں ہوا کیا ہے ؟۔

اسکے الفاظ بس تین لوک سمجھے تھے۔!!۔

میر۔۔اسفی اور اسکی بیوٹی۔۔!!۔

مسٹر میک کیا آپ ٹھیک سے بتائیں گے؟۔

جج نے اسکو اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔!!۔

جب اچانک میرال بول پڑی تھی۔!!۔

سر یہ بے قصور ہیں۔!!۔

جج نے اسکو سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا مگر میکائیل نے؟ اسنے اس وقت میرال کو عشقیہ نظروں سے دیکھا تھا۔۔

سر یہ اس وقت اس دل ملک سے باہر تھے جب ندیم علوی کا قتل ہوا تھا۔!!۔

یہ بے قصور ہیں۔!!دونوں بار انکو قتل کا کہا گیا تھا مگر دونوں بار تو میکائیل اکمل ملک سے باہر تھے۔۔!!۔

اسکی اس طرفداری پر حریرہ بھی حیران ہوا تھا تو پھر اسکے باپ کا قتل کسنے کیا تھا؟۔

جج نے کچھ تذبذ کا شکار ہوتے سب کی جانب دیکھا تھا۔۔

مسٹر ندیم کا قاتل کون ہے؟۔

میں ہوں مسٹر ندیم کا قاتل۔۔!!۔

ایک آواز پورے کورٹ میں گونجی تھی سب نے مڑ کر دیکھا تو وہ وہی تھا۔۔!!۔

ایک گارڈ۔۔میر معاویہ۔۔!!۔

مروا کا محبوب۔۔!!۔

مروا کے دل میں درد سا اٹھا تھا۔۔

اسنے بے اختیار اپنے کانپتے ہاتھوں کو تھاما تھا۔۔۔

میں ہوں قاتل ندیم ملک کا اب۔وہ کھڑا ہو چکا تھا۔!!۔

ہر کسی پر سکوت سا چھایا ہوا تھا۔۔!!۔

میر میک نے اسکو حیرت سے نہیں دیکھا تھا بس افسوس سے کیونکہ وہ جانتا تھا پہلے دن سے وہ یہ بات جانتا تھا کہ اسکی بہن تھی حرمین۔۔!!۔

میں نے انکو قتل کیا اور اس بات کا ثبوت بھی موجود ہے میرے پاس اسنے کچھ ویڈیوز سے بھری سیڈیز جج کے حوالے کی تھیں۔۔

وہ شخص انسان کہلانے کے لائق ہی نہیں ہے۔۔

اسنے ابھی اسکی بات مکمل ہوتی جج نے وہ ویڈیو پلے کی تھی جس میں ندیم ملک نے ہر غلطی ہر گناہ کا اعتراف کیا تھا۔۔۔

انہوں نے مان لیا تھا کہ انہون نے ہی حریرہ کی ضد پر اسے وہ لڑکی لا کر دی تھی صرف اسکی حوس پوری کرنے کے لیے۔۔

انہوں نے یہ بھی مانا تھا کہ حریرہ نے دلاور خان کی مسز کو مارا تھا وہ اس بات کا بھی اعتراف کر گیے کہ انہون نے ہی دلاور خان کو قتل کیا انکے بیٹے نے اکمل صاحب کی گاڑی میں آگ لگوایی تھی اسے اڑا دیا تھا۔

رپیورٹس بدل دی گئیں تھیں مگر ثبوت وہی ثابت ہوے جنھوں نے ثبوت چھپایے تھے۔!!۔

میکائیل نے میرال کو دیکھا وہ اسکی جانب نہیں دیکھ رہی تھی صرف۔!!اور اسے اپنی دنیا لٹتی محسوس ہوئی تھی میرال کی آنکھوں میں آنسوں سے۔۔!!۔

وہ کچھ دیر اسکو دیکھا رہا پھر سر جھکا گیا تھا۔۔

ادھر میرال خان اپنے دل سے لڑ رہی تھی۔۔

ہر ثبوت اسکے خلاف تھا۔!!۔

لیکن ایک چیز نے اسکی طرفداری کی تھی۔۔!!۔

اور وہ تھا میرال کا دل۔۔۔

نہ اسکے سامنے پانچ سال بعد آیا تھا مجرم بن کر۔!!۔

اسنے کوئی قتل نہیں کیا تھا لیکن وہ کورٹ کے کٹھرے میں کھڑے ہو کر اس کے معافی مانگنا چاہتا تھا۔۔۔

میری ماما کے قاتل کون ہیں ؟۔

مروا نے لڑکھڑا کے کھڑے ہوتے کہا تو جج نے سب وکیلوں کو سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔۔

سر یہ ہیں حریرہ ملک کی بہن۔۔ مروا ملک۔۔!!۔

مسز ملک کا قاتل کون ہے اگر ملک سے باہر میک تھا تو؟۔

جج نے میرال کو اپنے جانب متوجہ کرتے پوچھا تھا۔۔

حریرہ ملک۔۔!!۔

سب کو کورٹ میں سانپ سونگ چکا تھا۔۔!!۔

حر۔۔یرہ۔۔؟۔

مروا نے ساکت نظروں سے اپنے بھایی کو دیکھا تھا۔!!۔

مس میرال کیا آپ ثابت کر سکتیں ہیں؟۔

جج نے میرال سے کہا تو وہ مسکرایی تھی۔۔

سر اتنا تجربہ تو میرا بھی ہے آپ ایک بار حریرہ ملک سے پوچھیں کیا ہے سچ ہے؟۔

جج نے حریرا کو بولنے کا موقع دیا تو وہ چیخ پڑا تھا۔۔

ہاں مارا اپنی ماں کو میں نے۔۔۔

کیونکہ وہ مجھے اس لڑکی کی وجہ کے برباد کرنا چاہتے تھیں ایک رات کیا گزار لی وہ میرے پیچھے پڑ چکیں تھیں کہ میں اس سے نکاح کروں۔!!۔

میں نے انکو راستے سے ہٹا دیا ورنہ آج میرا کیریئر برباد ہوتا۔۔

وہ بول کر خاموش ہو چکا تھا اسفند کی آنکھیں سرخ پڑ چکیں تھیں وہ اتنے بڑے بات کو بس ایک رات کہ رہا تھا؟۔

کیا واقعے ہی ظالم لوگ ظلم کرتک ہویے اندھے ہو جاتے ہیں؟۔

ہاں لوگ ظلم کرتے اور اسکو چھپاتے ہوئے اندھے ہو جاتے ہیں سوایے اپنی ذات کے انکو کچھ نظر نہیں آتا۔!!۔

اس سے پہلے کوئی کچھ کہتا جج نے اپنا فیصلہ سنانا شروع کیا تھا۔۔

یہ کورٹ تمام ملظموں گواہوں اور ثبوتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے۔۔۔

میکائیل اکمل کو باعزت بھری کرتی ہے۔!!۔

حریرہ ملک کو سزائے موت سنایی جاتے ہے۔۔!!۔

اور ایک قاتل کو قتل کرنے کے بدلے میں میر معاویہ کو چھے ماہ کی قید کی سزا سنائی جاتے ہے۔۔!!۔

اور ملک ندیم جن کہ قاتل ہیں انکی سزا اللہ کے ہاتھ میں ہے مگر جن تین لوگوں کو انہوں نے مروایا ہے ان تین لوگوں کو بے گناہ ثابت کیا جاتا ہے انکی موت کو مرڈر ڈکلیر کیا جاتا ہے۔!!۔

اسکے بعد جج اٹھ کر جا چکے تھے۔!!۔

اور ہر طرف کھلبلی سی مچی ہوئی تھی اسفی نے میر کو گلے سے لگایا پھر اسکو پولیس ہتھکڑی لگا کر لے جانے لگی تھی۔۔

مروا نے ایک شدت بھرے نگاہ میر پر ڈالی پھر نظریں جھکا گی تھی۔۔

وہ شخص کا نا سہی اسکا مجرم تو تھا جو اسے اتنے وقت تک دھوکہ دیتا رہا اسے نا جانے کیوں لگتا تھا کہ میر اسے چاہتا ہے۔شاید غلط فہمی۔۔!!!۔

وہ اس دو خاموشی سے کورٹ سے لوٹ گی تھی۔!!سب لٹا کر۔۔!!۔

اسفند حرمین کی قبر پر بھیٹھا ہوا تھا۔!!اسے بتا رہا تھا کہ اسکے مجرم سزا پا چکے ہیں۔!!۔

میرال خاموشی سے میکائیل کے کندھے پر سر ٹکائے سسک رہی تھی اسی کی شکایتیں اسی کو لگا رہی تھی۔وہ اسکے سینے سے لگی اسی سے خفا تھی۔۔

وہ ہر ثبوت کو مدِ نظر رکھتے ہوۓ اسے اپنے دل میں عمر قید کی سزا سنا چکی تھی۔!!۔

وہ اسے بتا رہی تھی وہ کیسے پانچ سالوں میں پل پل تڑپے تھی۔۔

وہ میرال کو اپنے سینے سے لگاۓ اسکی دھڑکنوں کا شور سن رہا تھا۔!!۔

وہ میرال کے دھڑکنوں کا سست ہونا اور روانی سے چلنا محسوس کر رہا تھا اسکو اپنے سینے سے لگائے۔۔!!۔

وہ مسکراتے اسکا ماتھا چوم رہا تھا۔!!۔

میرال میکائیل اسکی کل کائینات تھی۔!!۔

◈◈◈

وہ نہیں جانتی تھی اب کبھی وہ میر کو مل بھی پاۓ گی یا نہیں مگر وہ جا رہے تھی بہت دور اس ملک سے ان فظائوں جن میں گھٹن تھی۔۔

مروا ملک نے پاکستان کو الوداع کہ دیا تھا مگر محبت کو الوداع نہیں کہ سکی تھی وہ میر سے مل کر آئی تھی اسے بتا آئی تھی کہ وہ جا رہی ہے۔۔۔

تیری وفا وفا۔

کیا میری محبت کچھ بھی نہیں؟۔

تیرا درد درد ٹھرا۔

کیا میرا زخم کچھ بھی نہیں؟۔

تیری ہر بات پتھر کی لکیر۔

میری التجا کچھ بھی نہیں ؟۔

تجھ میں انا سمندر جیسی۔

کیا میرا مان کچھ بھی نہیں ؟۔

تیرا وجود سب کچھ ہے مگر۔

کیا میری ہستی کچھ بھی نہیں ؟۔

وہ حرمین کی قبر کے قریب بھیٹا ہوا تھا آج وہ اپنی بہن کو وداع کر آیا تھا یعنی کہ میکائیل کے ساتھ رحصت کر آیا تھا ایک ذمہ داری کم ہو چکی تھی میرال اسکی محبت کے بارے میں ہمیشہ سے جانتی تھے لیکن وہ کبھی کچھ کہ نہیں سکی تھی وہ جانتی تھی وہ اس محبت میں نہیں رہا اب فقط اسکی محبت عشق بن۔

گئی تھی جو وقت کے ساتھ ساتھ بڑھنا ہی تھا۔!!۔

میں جن کے دُکھ بٹا نہ سکا, اُن سے معذرت۔

میں جن کے کام آ نہ سکا, اُن سے معذرت۔

بیمار جن کو تھی, میری آمد کی آرزو۔

میں اُن کے پاس جا نہ سکا, اُن سے معذرت۔

مجھ سے ملے بغیر, جہاں سے چلے گئے۔

جن کو گلے لگا نہ سکا, اُن سے معذرت۔

وہ جان و دل سے واقعی, مجھ کو عزیز ھیں۔

اب تک جنہیں بتا نہ سکا، اُن سے معذرت۔

وہ خواب جن کو لکھ نہیں پایا میرا قلم۔

وہ نقش جو بنا نہ سکا، اُن سے معذرت۔

◈◈◈

وہ اس کے ساتھ چاندنی رات میں سویمنگ پول میں ٹانگیں ڈبوئے بھیٹی ہوئی تھے اسکا سر میکائیل کے کندھے پر تھا اور اسکا ایک بازو میرال کے ارد گرد بندھا ہوا تھا میرے لیے تم ہمیشہ سے خاص تھی۔

اس وقت سے لے کر اب تک جب ہمارا نکاح ہوا جس پل تم مجھ پر حلال کر دی گی تھی جب تمھیں میری محرم بنایا گیا تھا۔

تم کبھی میرے سامنے کیوں نہیں آئے؟ میرال نے اسکی بیرڈ پر ہاتھ رکھتے اسکی آنکھوں میں دیکھتے پوچھا تو وہ جھک کر اسکی آنکھوں کو چوم گیا تھا یہ آنکھیں وجہ تھیں۔!!۔

ان آنکھوں کو روتا دیکھنا میرے لیے اذیت ناک تھا دنیا کا سے مشکل کام اس لیے میں چاہتا تھا پہلے ہر مجرم کو سزا ملے پر مجھ غلام کو۔!!۔

اسکی بات پر وہ کھلکھلائی تھی۔!!۔

تمھیں میرے دل میں عمر قید کی سزا سنائی جاتی ہے۔!! بولو منظور ہے؟۔

اسنے میکائیل کو دیکھتے کہا تو وہ مسکرایا تھا تمھارے دل میں تو پھانسی کی سزا بھی منظور ہے بیوٹے۔۔!!۔

اسکی بات پر وہ اسکے لبوں پر ہاتھ رکھ کر نفی میں سر ہلا گئی تھی۔ جبکہ میکائیل نے اسکا وہی ہاتھ چوما تھا۔۔۔

ویسے ایک بات بتاؤ؟۔

میرال نے اس سے پوچھا تھا۔!!۔

تم کرتے کیا ہو؟۔

میرال کی بات پر وہ قہقہہ لگا گیا تھا۔۔!!۔

میری جان میں ایک غریب سا ریسٹورنٹ کی چینز کا ملک ہوں۔!!۔

دسکی بات پر وہ منہ بنا گئی تھے میں سمجھی تم واقعے میں ہی کلر ہو۔!! جبکہ اسکی اس بات پر پہلے میکائیل نے اسکو گھورا پھر اسکی ناک کو زور سے پکڑا تھا۔۔

ہاں اگر کریمینل ہوتا تو کریمینل لائر سے شادی کیوں کرتا؟۔

اوہاں یہ بھی ہے۔!!۔

میرال نے کافی سوچ بچھاڑ کر جواب دیا تو وہ بے اختیار ہنستا چلا گیا تھا۔۔

وہ جیسی بھی سمجھدار تھی اسکے لیے وہ ایک بچی تھی چھوٹی سی عورت محبت بھی بچوں کی طرح چاہتی ہے۔

اسکو معصومیت سے چاہا جائے اور اسکی باتوں کو ضدوں کو مانا جایے وہ انا پرست نہیں ہو جاتی اس کو اسکے پسندیدہ مرد کی محبت نکھار دیتی ہے۔۔۔

◈◈◈

وہ ساحلوں پہ گانے والے کیا ہوئے۔

وہ کشتیاں چلانے والے کیا ہوئے۔

وہ صبح آتے آتے رہ گئی کہاں۔

جو قافلے تھے آنے والے کیا ہوئے۔

میں ان کی راہ دیکھتا ہوں رات بھر۔

وہ روشنی دکھانے والے کیا ہوئے۔

یہ کون لوگ ہیں مرے ادھر ادھر۔

وہ دوستی نبھانے والے کیا ہوئے۔

وہ دل میں کھبنے والی آنکھیں کیا ہوئیں۔

وہ ہونٹ مسکرانے والے کیا ہوئے۔

عمارتیں تو جل کے راکھ ہو گئیں۔

عمارتیں بنانے والے کیا ہوئے۔

اکیلے گھر سے پوچھتی ہے بے کسی۔

ترا دیا جلانے والے کیا ہوئے۔

یہ آپ ہم تو بوجھ ہیں زمین کا۔

زمیں کا بوجھ اٹھانے والے کیا ہوئے۔

کچھ ماہ بعد۔

وہ اسکے سامنے جھکا ہوا تھا اور وہ اس پھول کو دیکھ رہی تھی جو میر اسکو دے رہا تھا اسنے وہ پھول خاموشی سے پکڑ لیا تھا۔۔

مجھ سے شادی کر لو یار۔۔بہت کمی محسوس ہوتی ہے۔۔!!۔

میر نے بہت یاسیت سے کہا تھا۔۔

کس کی؟۔

مروا نے تعجب سے پوچھا تو وہ مسکرایا تھا۔۔

ایک عدد بیوی اور درجن بھر بچوں کی۔!!۔

اسکی بات سمجھتے وہ اسکو چپٹ لگا کر بھاگ گی تھی میر اسکو پکڑنے کے لیے اسکے پیچھے بھاگا تھا۔!!

◈◈◈

حریرہ کو سزاِ موت ہو چکی تھی۔!!۔

اسفند۔۔! وہ ڈاکٹر بن چکا تھا دل کا ڈاکٹر۔۔!!۔

اپنے دل کا علاج نہیں کر سکا تھا تو کیا ہوا وہ دوسروں کو اس دردِ دل سے چھٹکارا دلا سکتا تھا۔۔

حرمین کے لیے اسکا عشق وہی تھا۔!؟۔

اس ناول کو میں نے اپنے جنم دن کی خوشی میں لکھا یعنی نو جنوری ۲۰۲۵ کے لیے امید کرتی ہوں آپ سب کو پسند آئے گا آخر میں ایک غزل ہے میری پسندیدہ غزل۔۔!!۔

جو کلام بزم میں تھا نہیں اسے گاہ بجا کے نبھا گئی۔

تمثاعرہ، تمثاعری، تمثاعر میں سنا گئی۔

◈◈◈

جہاں بحر کا تھا معاملہ وہاں مستیوں کی سنائی دھن۔

جہاں تھے ردیف کہ سلسلے وہاں شوخیوں کہ دکھائے گھن۔

اُسے کیا خبر کہ ہے کیا بلا؟۔

متفاعلن!!!،متفاعلن!!!۔

جہاں کافیے کا مقام تھا وہاں بس قمر کو ہلا گی۔

تتشاعرہ، تتشاعری، تتشاعر میں سنا گئی۔

کیا اس نے شعر کہ بھیس میں جو نہی وعدہ سبھی سے نکاح کا۔

تو ہر مرد کہ دل میں تھا وہی اضم یعنی گناہ کا۔

کہیں سینے پیٹے گئے سبھی کہیں شور و غل اٹھا آہ کا۔

سبھی کہہ رہے تھے قبول ہے وہ کچھ ایسا حشر اٹھا گئی۔

تتشاعرہ، تتشاعری، تتشاعر میں سنا گئی۔

اُسے داد دینے کی آڑ میں شعرا کرام لپٹ گئے۔

سبھی پیاسے اس پر فدا ہوئے سبھی اہل جام لپٹ گئے۔

اور وہ قیامت ائی کہ تین چار نہیں تمام لپٹ گئے۔

کلمات عشق بھی سن گئی کلمات داد بھی پا گئی۔

تتشاعرہ، تتشاعری، تتشاعر میں سنا گئی۔

جہاں سارے منتظمین نے اسے ابروے غزل کہا۔

تو وہاں صدرِ مشاعرہ نے بھی اُسے تاج محل کہا۔

نئے شاعروں کو تو چھوڑیے کہ اساتذہ نے کنول کہا۔

اور کہیں انکھ میچ کے ہنس پڑی تو کسی کا ہاتھ دبا گئی۔

تشاعرہ، تشاعری، تشاعر میں سنا گئی۔

مریم راجپوت۔